ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

۱۰

اکتوبر ۲۰۰۰ء

جنرل صاحب! حقائق تسلیم کیجیے

بیادِ جانشینِ امیرِ شریعت

حضرت مولانا سیّد ابوذر بخاری رحمہ اللہ

نظامِ جاگیرداری

اور قرآن سے شادی

امیرِ احرار، حضرت پیرجی

سیّد عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

کے تازہ بیانات

طالبان کی فتوحات پر امریکہ کی بے جا تشویش

نبوّت کی تقسیم

اور مرزا غلام قادیانی

اقامتِ دین

جانشینِ امیرِ شریعت حضرت

سیّد ابوذر بخاری رحمہ اللہ

کی ایک یادگار فکر انگیز تحریر

علماءِ دیوبند کا

متفقہ ضابطۂ اخلاق پر اتفاق

افکار احرار

دینی و تحریکی کارکنوں کو ایک نصیحت

دین حق دین خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دین ازواج و اصحاب رسول، دین امت اہل سنت والجماعت کو جملہ عقائد واعمال کی اصل بنیاد یقین کر کے اس دور فتنہ وفساد میں اسی کی قولی تحریری اور عملی تبلیغ کا مقصد وعنوان وحید بنا کر اپنی اور ممکن حد تک اپنے بیش از بیش ہم عقیدہ وہم مسلک لوگوں کو اسی کام میں مصروف جہد میں لگانے کی سعی کرتے رہیں۔ آخری دور میں نبی علیہ السلام کے ارشاد مبارک

عضوا علیھا بالنواجذ

کی ضرورت واہمیت کا احساس بیدار ہو گا خصوصاً بابیت، بہائیت ومرزائیت اور اسمعیلی باطنی قرمطی اور اثنا عشری رافضیت وشیعیت کے نئے انقلابی روپ اور ناقابل فہم سازشی افکار واقدامات کا تب کچھ جواب ہو سکے گا۔ ورنہ کچی پلی واعظانہ اور بدعت آمیز رسمی سنیت کے بس کا روگ نہیں اسی بنیادی عقیدہ کی تائید اور سچی اور معتدل اجماعی تشریح کی پشت پناہی کے ساتھ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے سیاسی اور انتظامی اختلاف میں راہ اعتدال نصیب ہونے کی امید قوی ہے اور یہی راہ نجات ہے وللہ عاقبۃ الامور یہی میری اوّل و آخر نصیحت ووصیت ہے۔

والسلام

ابن امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر حسنی قادری گیلانی بخاری

ملتان، یکم ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۳ء

نوٹ:۔ شبیر احمد خان میواتی (لاہور) کے لئے آٹو گراف

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۱۰ | قیمت ۱۵ روپے

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

رجب 1421ھ
اکتوبر 2000ء

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150۔ روپے

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ۰ مہربان کالونی ملتان 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات: اداریہ ✍ مدیر ۳

شاعری: نعت (سید کاشف گیلانی) نظم (سید امین گیلانی) غزل (پروفیسر عابد صدیق) ۵

افکار: نظام جاگیرداری اور قرآن سے شادی ——— ✍ محمد عمر فاروق ۷

" " " طالبان کی فتوحات پر امریکہ کی بے جا تشویش ✍ ملا معاویہ حنفی ۹

بیاد جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص ——— ✍ سید محمد کفیل بخاری ۱۱

اقامتِ دین ✍ حضرت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ کی ایک یادگار فکر انگیز تحریر ۱۶

رد قادیانیت: ظلمت کذب سے عظمت صدق تک ——— ✍ سید یونس الحسنی ۱۹

" " " نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی ——— ✍ مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ ۲۴

نقد و نظر: غیرت کا قتل ——— ✍ محمد عطاء اللہ صدیقی ۳۱

" " " قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید ——— ✍ عبدالرشید ارشد ۳۶

اخبار الاحرار: علماء دیو بند کا متفقہ ضابطہ اخلاق پر اتفاق ✍ مفتی محمد جمیل خان ۴۰

" " " امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے بیانات اور مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں ——— ۴۳

اخبار الجہاد: ——— ۵۵

طنز و مزاح: زبان میری ہے بات ان کی ——— ✍ ساغر اقبالی ۵۷

حسنِ انتقاد: تبصرۂ کتب ——— ✍ خادم حسین ۵۸

دل کی بات

جنرل صاحب! حقائق تسلیم کیجئے

نفاذ اسلام کے بغیر ملکی سلامتی کا دوسرا کوئی راستہ نہیں

چیف ایگزیکٹو جناب جنرل مشرف نے ۲۔ اکتوبر کو کراچی میں اے پی این ایس کی پندرہویں سالانہ تقریب تقسیم انعامات کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ :

" یہ الزام غلط ہے کہ پاکستان کی معیشت نیچے جا رہی ہے اور اعلیٰ دماغ ملک سے باہر منتقل ہو رہے ہیں۔ پوری طرح مطمئن ہوں کہ معاشی ڈھانچہ درست ہورہا ہے۔حالات خراب ضرور ہیں لیکن بہتری کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں۔ اگر سمجھا کہ حالات واقعی خراب ہیں اور ہم سنبھال نہیں سکتے تو پہلا آدمی ہوں گا جو ایک منٹ میں حکومت چھوڑ دوں گا "(روزنامہ خبریں ملتان ۳۔اکتوبر ۲۰۰۰ء)

جنرل صاحب نے اپنے تفصیلی خطاب میں اور بھی بہت کچھ کہا، حمودالرحمن کمیشن رپورٹ اور دیگر عنوانات پر کھل کر اظہارِخیال فرمایا۔ ہماری رائے میں ان کی تقریر "پالیسی میٹر" ہے اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ درج ذیل حقائق کو مدّ نظر رکھ کر آپ خود فیصلہ کر لیں کہ معیشت کس طرف جارہی ہے۔ اور سیاسی حالات کیا صورت اختیار کر رہے ہیں۔

۱۔ وطنِ عزیز پر چڑھے ہوئے قرضے جوں کے توں ہیں بلکہ ان میں مزید اضافہ ہوا ہے اور سود قرضوں سے بڑھ رہا ہے۔

۲۔ پاکستان کی اپنی کوئی معاشی و اقتصادی پالیسی نہیں۔ جو پالیسی آئی۔ ایم۔ ایف یا ورلڈ بینک ہمارے لیے تجویز کرتے ہیں ہم اسے بلاجبر و اکراہ تسلیم کرتے ہیں۔

۳۔ ٹیکسیشن کا نظام بہتری کی بجائے ابتری اور افراتفری پیدا کر رہا ہے عوام غیر مطمئن ہیں اور سرمایہ کار عدم تحفظ کا شکار ہے اس حقیقت کو کسی بھی فورم پر جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ بڑا سرمایہ کار اور اعلیٰ دماغ بیرونِ ملک منتقل ہو رہا ہے۔

۴۔ پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ سے پوری معیشت متاثر ہوئی ہے اور مہنگائی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے جبکہ بے روزگاری عام ہو گئی ہے اور ان مسائل میں کمی کی بجائے اضافہ روزافزوں ہے۔

۵۔ تجارت اور کاروبار تباہ ہو چکا ہے۔ عوام میں قوت خرید ختم ہو رہی ہے اور بازاروں میں کرفیو کا سماں ہے۔

۶۔ ڈالر کی قیمت میں مسلسل اضافہ نے ہماری کرنسی کو بے وقعت کر دیا ہے

۷۔ زراعت کا شعبہ سسکیاں لے رہا ہے گزشتہ سال کپاس کی قیمت گرا کر جس طرح کسان کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے وہ بد ترین مثال ہے حالانکہ اس فصل پر ملکی معیشت و تجارت کا اچھا خاصا انحصار ہے۔ گنے کی فصل کاشت کرنے والوں کو ابھی تک گزشتہ سال کی رقم نہیں ملی نتیجۃً ہم چینی بیرون ملک سے منگوا رہے ہیں اور کسان گنا کاشت کرنے سے گریز کر رہے ہیں

۸۔ امن و امان کی صورت حال خراب سے خراب تر ہو رہی ہے۔ بم دھماکے معمول کا حصہ بن گئے ہیں۔ اسلام آباد اور لاہور کے دھماکے خرابیٔ حالات کے غماز نہیں تو اور کیا ہیں۔

۹۔ دہشت گردی، قتل و غارت گری اور چوری، ڈاکہ زندگی کا معمول ہیں۔ اور تو اور ہمارے محافظ محکمہ پولیس کے

داروغے ان تخریبی سرگرمیوں میں ملوث پائے گئے ہیں

۱۰۔ احتساب کا عمل سست نہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ سابق کرپٹ حکمران اور ان کی فوج ظفر موج اطمینان سے پھر رہے ہیں۔ چند مقدمات چلائے گئے اور بعض ملزمان کو سزا سنا کر کتاب احتساب بند کر دی گئی۔ ماورائے عدالت قتل کے مجرم شہباز شریف اور سیاسی نظام کو کرپٹ کرنے والے نواز شریف جیل میں گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ عدلیہ، انتظامیہ، مقننہ تینوں بڑے ادارے ہیں جن پر ملکی نظام کا انحصار ہے، تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

اس سے زیادہ شواہد بھی پیش کئے جا سکتے ہیں یہ صورت حال درستی اور اطمینان کی قطعاً غماز نہیں۔ تسلیم کیجئے کہ موجودہ حکومت اس وقت بند گلی میں کھڑی ہے۔ راستہ صرف ایک ہے اور وہ دیوار توڑ کر آگے بڑھنے کا ہے۔

جرأت کیجئے اور قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے ملک میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ کیجئے۔ اس کے سوا ملکی سلامتی، تحفظ اور بقا کا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔..........ع

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

قادیانی توہین رسالت اور قتل و غارت گری کے مجرم ہیں

گزشتہ ماہ سرائے سدھو (تحصیل کبیروالہ ضلع خانیوال) میں اشفاق احمد نامی قادیانی نے سپاہ صحابہ کے رہنما بلال احمد کو قتل کر دیا اور اعتراف جرم کرتے ہوئے بتلایا کہ "مقتول ہمارے خلاف توہین رسالت کیس کا مدعی تھا اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا" اسی طرح کبیروالہ میں قادیانیوں نے ایک مسلمان نوجوان کو زدو کوب کیا۔ کوئٹہ میں توہین قرآن مجید کے جرم میں ایڈیشنل سیشن جج محمد اقبال شاہوانی کی عدالت سے سزا پانے والا مجرم محمود اختر قادیانی ہے وہ امریکی شہریت کا حامل ہے اور کئی زبانیں جانتا ہے۔ اس کی ایک بہن برطانیہ میں قادیانیوں کی مبلغہ ہے۔ مجرم نے ۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء کو شارع اقبال پر قرآنی نسخوں کو آگ لگائی جس پر سائنس کالج کوئٹہ کے طالب علم عبدالسلام نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا تھا۔

قادیانیوں کی طرف سے اس قسم کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کا ارتکاب اکثر ہوتا رہتا ہے جبکہ مسلمان اس کے جواب میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور آئینی و قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ درج بالا واقعات تو مشتے از نمونہ خروارے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ورنہ قانونِ امتناع قادیانیت کی کھلی خلاف ورزی، خلاف اسلام لٹریچر کی اشاعت و تقسیم، مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور فرقہ وارانہ تصادم کی آگ بھڑکا کر تماشا دیکھنے اور اپنے دین و وطن دشمن مکروہ عزائم کی تکمیل کیلئے سازشیں کرنا قادیانیوں کا عقیدہ اور روزمرہ ہے۔ معلوم نہیں حکومت نے انہیں اتنی ڈھیل کیوں دے رکھی ہے۔ یہ لبرل ازم، سیکولرازم، رواداری اور اقلیتی حقوق کی کونسی قسم ہے جس کی آڑ میں قادیانی ملک کی سلامتی کو داؤ پر لگا کر کھل کھیل رہے ہیں اور حکومت تماشائی بنی ہوئی ہے۔ دلائل و براہین اور شواہد ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں کہ قادیانی پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، یہ اکھنڈ بھارت کے اپنے عقیدہ کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی انڈین

بقیہ 5

سید کاشف گیلانی

نعت

اُن کی نگاہِ لُطف میں ہیں وسعتیں تمام
دامانِ التفات میں ہیں رحمتیں تمام

کوئی پہنچ سکے گا نہ اُن کے مقام کو
کی ہیں عطا خدا نے اُنہیں رفعتیں تمام

نسبت اگر نبی سے نہیں ہے تمہیں تو پھر
بے کار ہیں تمہارے لیے نسبتیں تمام

شاید بنا کے گنبدِ خضریٰ کو کاش میں
رب کے حضور پیش کروں حاجتیں تمام

کاشف میں اُن کے در پہ جو پہنچا شکستہ پا
روئیں سسک سسک کے مری حسرتیں تمام

سید امین گیلانی

حضرتِ اقدس مولانا
محمد یوسف لُدھیانویؒ کی شہادت پر

اے قحبۂ دُنیا ترے قابو میں نہ آیا
وہ عاشقِ عقبیٰ ترے قابو میں نہ آیا
سو مکر کئے تو نے کہ قابو میں وہ آئے
یوسف تھا زلیخا ترے قابو میں نہ آیا
تو نے تو بہت دام بچھائے اری دنیا
جنت کا پرندہ ترے قابو میں نہ آیا
تو کہتی تھی یوسفؒ تو فرشتہ ہے فرشتہ
دیکھا وہ فرشتہ ترے قابو میں نہ آیا
انسان کی ہستی تو ہے اک سائے کی مانند
ہاں ہاں وہی سایا ترے قابو میں نہ آیا
اے دل تھی مہینوں سے ملاقات کی خواہش
اے دل وہی لمحہ ترے قابو میں نہ آیا
بہہ نکلے ہیں تیرے غمِ یوسف میں جو آنسو
یہ درد کا دریا ترے قابو میں نہ آیا
کتنے ہی بزرگوں کی امیں بیتیں دیکھیں
تقدیر کا لکھا ترے قابو میں نہ آیا

بقیہ از ص 4

جاسوس اور ایجنٹ ہیں، پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کے پس منظر میں یہی گروہ خبیث سرگرمِ عمل ہے۔
حکومت قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر اس جماعت کے تمام اثاثے بحق سرکار ضبط کرے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے ملک کا آدھا قرضہ ادا ہو جائے گا اور امن وامان بھی قائم ہو جائے۔
چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے تمام اشاعتی و تعلیمی ادارے سرکاری تحویل میں لئے جائیں اور خلاف اسلام چھپنے والا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔ امید ہے حکومت ہماری ان گزارشات کو ترجیحی بنیاد پر قبول کرے گی۔

پروفیسر عابد صدیق

غزل

میرے ایس اکھان نوں، لڑبنھ لَے دے کے گنڈ
جیہڑا گنّے پیڑ دا، اوہ کھاندا گُڑتے کھنڈ

ویلے رہیاں نا لبھدے، گھی شکّر دے سواد
دودھ گھیو اوس جنے دا، جیدے سِر تے بھو دی پنڈ

تینوں روپ سہاونا تے سانوں دِتا عشق
وارے جائیے رب تُوں، کی سوہنی کیتی ونڈ

چار چفیرے وجدا، ساڈے پِنڈ دا اُچّاناں
ناچے نٹ نیں چودھری، موہری ساڈے بھنڈ

چُپ رہیاں نا لبھدا، ایتھے حقداراں نوں حق
اوہی سچّا جاپدا، جیہڑا بھتی پوندا ڈنڈ

ماپے چھوٹے ہو گئے، جدوڈّی ہوئی اُولاد
بھانبڑ اوہنا بالیا، جیہڑے سینے دی سن ٹھنڈ

عابد اوتھے کی لڑے، جتھے ورہیاں دا ورتاوا
لے بھائیا تو جتّیا، اساں پھیر لئی اے گنڈ

*

تاریخ محاسبۂ قادیانیت

تاریخِ محاسبۂ قادیانیت کی پہلی جلد آج سے کئی برس پہلے پروفیسر خالد شبیر احمد نے تحریر کر کے چھپوا دی تھی۔ جس میں ۱۹۱۲ء تک کے حالات کی سرگذشت موجود ہے اور اُن اکابر کی مساعی کتاب میں شامل ہے جو قادیانیت کے ابتدائی دور میں قادیانیت کے محاسبے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

مجلس احرار اسلام کی خواہش پر پروفیسر خالد شبیر احمد اس کتاب کی دوسری، تیسری جلد مرتب کر رہے ہیں۔ دوسری جلد کا مسودہ مکمل ہو کر دفتر احرار اسلام میں پہنچ چکا ہے۔ جو عنقریب اشاعت کے مراحل طے کر کے منصۂ شہود پر آجائے گی۔ جبکہ کتاب کی تیسری جلد پر کام ہو رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے دعا کریں نیز کسی دوست کے پاس اس موضوع کی نسبت سے کوئی مواد موجود ہو تو پروفیسر خالد شبیر احمد سے براہ راست رابطہ کریں یا پھر دفتر مجلس احرار اسلام لاہور سے رابطہ کر کے ہمیں شکریہ کا موقع دیں .... شکریہ

رابطہ: دفتر مجلس احرار اسلام 69سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ
نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ فون: 5865465 - 042

محمد عمر فاروق

نظامِ جاگیرداری اور قرآن سے شادی

برطانوی استبداد نے برصغیر پر قبضے کے بعد اپنے اقتدار کے تحفظ کی خاطر جو طبقات پیدا کیے۔ ان میں سے جاگیرداروں کا طبقہ بطور خاص وجود میں لایا گیا۔ انگریزوں نے اپنے ان چہیتے وفاداروں میں دل کھول کر اعزازات کے علاوہ جاگیریں بھی بے دریغ تقسیم کیں اور جاگیرداری نظام کو اس حد تک مضبوط و مستحکم کر دیا کہ آزادی کے باون برس گزرنے کے بعد بھی یہ طبقہ ملکی وسائل پر غاصب بن کر مسلط ہے۔ یہ جنس یہاں اتنی عام ہے کہ اسی دھرتی کے غلام مصطفےٰ جتوئی جیسے "غریب دوست" رہنما ایشیا کے سب سے بڑے جاگیردار ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ اللہ کی زمین پر خدائی کے ان دعویداروں کو علامہ محمد اقبالؒ نے بجا طور پر "دِہ خدا" کہا تھا عصر حاضر کے جاگیرداروں کا یہ طبقہ جسے انگریزوں نے ۱۷۹۳ء کے بنگال کے بندوبست دیوانی کے بعد وجود میں لایا تھا، صرف غریب مزارعوں ہی کے لیے عذاب کا باعث نہیں بنا بلکہ عوام الناس کی معاشی حالت کی دائمی بربادی اور ان کی فکری و شعوری بیداری کے راستہ میں سنگ گراں بن کر سامراجیوں کے اقتدار کی مدت کو طویل تر کرنے کا موجب بھی ٹھہرا۔

۱۹۴۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی قائم کردہ ایک زرعی کمیٹی نے یہ ہوشربا انکشاف کیا تھا کہ "بڑے بڑے زمینداروں کے حقوق ملکیت کا جائزہ لیا جائے تو شاید کوئی بھی اپنا دعویٰ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے کی تاریخ کا ثابت نہ کر سکے" گویا اکثر جاگیرداروں نے اپنی جاگیریں خود نہیں خریدیں بلکہ یہ انہوں نے یا ان کے آباؤ اجداد نے قومی غداری یا غیر ملکی حاکموں کی چاپلوسی کے صلے میں حاصل کی ہیں اپنی وسیع و عریض جاگیروں کے بل بوتے پر ان سیاہ فطرت جاگیرداروں اور تمنداروں نے جہاں مخلوق خدا پر ظلم و زیادتی کی شرمناک مثالیں قائم کیں وہیں اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کے ساتھ عدم مساوات اور ناانصافی کا ظالمانہ سلوک روا رکھا جو آج بھی بغیر کسی تعطل اور توقف کے جاری ہے کئی دن پہلے ایک این جی او نے سندھ کے جاگیرداروں کے متعلق اپنی ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کے اعداد و شمار میں کسی حد تک مبالغہ ہو سکتا ہے لیکن بیان کردہ حقیقت کی تردید ناممکن ہے رپورٹ کے مطابق: "سندھ کے جاگیردار گھرانوں کی پانچ ہزار نوجوان لڑکیوں کی شادیاں قرآن سے کر دی گئی ہیں اور یہ گھر کی چار دیواری کے اندر بیٹھ کر تکلیف دہ زندگی گزار رہی ہیں۔ سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ان لڑکیوں کی شادیاں غیر گھرانوں میں اس لیے نہیں کی جاتیں کہ ان کے حصے کی اراضی دوسرے گھرانوں میں نہ چلی جائے۔"

مذکورہ بالا رپورٹ پڑھ کر تاریخ کے صفحات پر محفوظ یہ واقعہ ذہن میں گردش کرنے لگا۔ یہ قصہ ۱۹۳۱ء کے لگ بھگ کا ہے۔ خطیبِ پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ لکھتے ہیں کہ "ایک وقت تھا کہ جائیداد کا وارث کنبے میں باپ کا سب سے بڑا بیٹا ہوتا تھا دوسری اولاد حق وراثت سے محروم رہ جاتی اس کی وجہ یہ تھی کہ جائیداد کے ٹکڑے ہونے اور ریاست کے بٹوارہ میں پیچیدگی کے باعث ایسے صریح مسئلہ سے انحراف برتا جاتا اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ بڑے لڑکے کے نام منتقل کر دی جاتی غیر منقسم ہندوستان میں جلسوں اور کانفرنسوں میں

وراثت کی شرعی تقسیم کے متعلق سب سے پہلے جس مرد مجاہد نے آواز اٹھائی وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ مسلمان زمیندار اور رؤسا کے لیے یہ ایک اجنبی اور ساتھ ہی خطرناک آواز تھی۔ دولت و اقتدار کے نشے میں سرشار رئیسوں نے تو یہاں تک کہ دیا تھا کہ "قرآن کو غلاف میں لپیٹ کر گھروں میں رکھ دو، ہمیں اس کی تعلیمات کی ضرورت نہیں"۔ غریب جس کی حیات و موت کا دارومدار سرمایہ دار کے اشارۂ ابرو یا جنبش زبان میں ہوتا ہے اس کا ہمنوا تھا اس مسموم اور زہریلی فضاء میں **یوصیکم اللّٰہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الأنثیین** کا سبق دہرایا۔ ان کے ایمان و ایقان کی حد کو پہنچے ہوئے انحراف جوان کی موت و حیات کا مسئلہ بن چکا تھا کے خلاف محاذ قائم کرنا، اس کے اثرات و نتائج سے بے خبر اپنی دھن میں مگن رہنا، یہ صرف حضرت شاہ جیؒ کی مسحور کن شخصیت کا غیر معمولی اثر تھا۔ ورنہ بغیر دولت و اقتدار اور ناموافق و نامساعد حالات میں جب صرف ایک چیز کا رونا نہ ہو، بلکہ سیاست و مذہب، معیشت و معاشرت، ثقافت و تعلیم کی بربادی اور ایک غیر ملکی قوم کا اولی الامر بن کر عہدۂ قضاء و عدالت پر متمکن ہونا اس پر مستزاد ہو۔ وراثت جیسے اہم مسئلے کی تبلیغ اور بیگانوں کے علاوہ یگانوں کا ہدف طعن و تشنیع بننا جان جوکھوں کا کام نہیں تو اور کیا ہے غرض یہ کہ شاہ جیؒ نے جہاں سیاسیات میں فرنگی اقتدار کو للکارا وہاں مذھبیات میں رسوم و رواج جو ہندوؤں کی مخلوط سوسائٹی کی وجہ سے مسلمانوں میں رواج پا چکا تھا اور ناموس تک اثر انداز ہو چکا تھا سے اعلان بغاوت کیا۔ آخر کار وہ وقت آیا جب خدائے عزوجل نے شاہ جیؒ کی کوہ پیمائی کا صلہ یوں دیا کہ آریہ سماج وچھووالی شاہ عالم لاہور میں ہندوؤں کے ایک جلسہ میں کھڑے ہو کر کماری لجیاوتی نے مطالبہ کر دیا کہ ہمیں وراثت میں حصہ دیا جائے ورنہ ہم مسلمان ہوتی ہیں سارا مجمع حیران و ششدر رہ گیا اور کسی سے جواب نہ بن پڑا تو ڈی اے وی کالج کے پرنسپل مسٹر چھبیل داس نے جو جلسہ کی صدارت کر رہے تھے، یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بعض اوقات لڑکا کراچی کا اور لڑکی کلکتہ کی ہوتی ہے اس صورت میں انتقال اراضی اور تقسیم وراثت میں حد درجہ تکلیف ہوتی ہے۔ لجیاوتی نے جواب دیا کہ جگر کا ٹکڑا جدا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی زمین کا ٹکڑا انتقال کرنے میں تمہیں مشکلات مانع ہیں۔ انڈین پریس تامل و تذبذب میں پڑ گیا کہ لجیاوتی کی زبان میں کون بول رہا ہے اور یہ آواز تو کچھ مانوس سی معلوم ہوتی ہے الغرض پاکستان بن گیا اور یہ قانون بنانا پڑا کہ آئندہ پاکستان میں وراثت کی تقسیم شریعت کے مطابق ہوگی جن کا انڈین پارلیمنٹ میں یہ اعلان ہوتا تھا کہ ہم رواج کے پابند ہیں، شریعت ہمیں منظور نہیں۔"

قوانین اور ضوابط نافذ ضرور ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی گئی اسی وجہ سے وڈیرے اپنی اراضی بچانے کے لیے بیٹیوں کو حق وراثت سے محروم کر کے ان کی شادیاں نعوذ باللہ قرآن مجید سے کر دیتے ہیں انگریز ہندوستان تقسیم کر کے برطانیہ لوٹ گیا لیکن اس کی باقیات جسے اس نے بڑے چاؤ، چونچلوں سے پال پوس کر جوان کیا تھا ان کی نسلیں اب بھی وطن عزیز کے سیاہ و سفید کی مالک ہیں۔ جاگیردارانہ روایات بلاخوف و خطر قانون کے درجہ میں نافذ ہیں اور کسی متنفس کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہے ہر جمہوری اور فوجی حکمران نے جاگیرداروں کو جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی کی طرح برتا ہے۔ یہی طبقہ قیام پاکستان سے لے کر تا دم تحریر حکمرانوں کی ناک کا بال بن کر ملک و قوم کے لیے وبال بنا ہوا ہے آج نہیں تو کل ظلم و جور کی یہ دیوار اپنی ہی ناپائیدار بنیادوں پر ضرور آگرے گی۔ دیکھیں اسے آخری دھکا دینے کی سعادت کس مجاہد وطن کے حصے میں آتی ہے۔ قوم ایسے ہی کسی مرد مؤمن کی ضرب کلیمی کی منتظر ہے۔

ملا معاویہ حنفی

طالبان کی فتوحات پر امریکا کی بے جا تشویش

افغانستان کے مفرور صدر برہان الدین ربانی جب نیویارک میں منعقدہ اقوام متحدہ کے ہزاریہ اجلاس میں شرکت کے لئے پہنچ رہے تھے تو افغانستان میں ان کے آخری سب سے اہم مرکز طالقان پر طالبان کے شیر دل مجاہدین شہادتوں کے علم اور فتح کے سفید پرچم کو لہرا رہے تھے۔ گذشتہ ایک ماہ کے دوران طالبان نے شمالی افغانستان میں نمایاں فتوحات حاصل کی ہیں، جن دنوں طالبان طالقان کو محاصرے میں لئے ہوئے تھے۔ انہی دنوں شمالی اتحاد کے "آقاولی نعمت" امریکا بہادر کے "بے باک" ترجمان انڈر کارل فرتھ نے اپنے غلاموں کا احساس کرتے ہوئے بیان داغا کہ افغانستان کے طالبان نہ صرف دنیا کے دوسرے ممالک کے لئے خطرے کا باعث ہیں، بلکہ اب طالبان خود پاکستان کے لئے بھی خطرہ بن رہے ہیں "...... جوں جوں شمالی اتحاد کا دائرہ سکڑتا جا رہا ہے اور ان کے پاؤں سے زمین سرکتی جا رہی ہے، کفریہ طاقتوں کی تشویش میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ افغانستان میں خالص اسلامی نظام کے نفاذ کو "طالبانائزیشن" قرار دے کر پوری دنیا میں ایک ہوا کھڑا کر رہی ہیں۔ اور اس ہوے سے پڑوسی ممالک کو ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے تاکہ وہ افغانستان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعاون سے باز رہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ طالبان جس علاقے میں بھی پہنچے ہیں، وہاں کے عوام نے جو گذشتہ بیس سال سے جاری جنگوں کے باعث سخت کسمپرسی کے عالم میں ہیں، انہوں نے طالبان کا بھرپور خیر مقدم کیا ہے۔ طالبان نے بھی نئے مفتوحہ علاقوں میں روس، بھارت، امریکا، ایران، تاجکستان کی مداخلت کے باوجود مثالی امن و امان قائم کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طالبان نے اقتصادی ناکہ بندی، مغربی ممالک کی شدید مخالفت اور اسلامی ممالک کی سرد مہری کے باوجود اپنے عوام کو جدید سہولتیں فراہم کرنے، سڑکوں، شفاخانوں اور تعلیمی مکاتب کی تعمیر کی طرف توجہ دی ہے۔ طالبان جہاں پہنچے ہیں، وہاں انہوں نے اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا ہے، جو اس دنیا میں واحد معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور اخلاقی ترقی کا الہامی اور آفاقی نظام ہے۔ باقی باتوں کے علاوہ خصوصاً یہی وہ نکتہ ہے جو کفریہ طاقتوں کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے۔ اور ان کی تشویش و پریشانی میں اضافے کا سبب بن رہا ہے۔ امریکا کے لئے اس وقت سب سے بڑا چیلنج طالبان اور اسامہ بن لادن سے نمٹنا ہے جبکہ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود تاحال اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اسے اب یہ خدشہ محسوس ہو رہا ہے کہ اگر یہی صورتحال رہی اور طالبان اس کے قابو میں نہ آسکے تو اسے بہت جلد مقامات مقدسہ حرمین شریفین، سعودیہ اور دیگر عرب ممالک سے نکلنا پڑے گا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں جہادی تحریکیں کام کر رہی ہیں، وہ کامیاب ہو جائیں گی اور اس کی چودھراہٹ کا دھڑن تختہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اب اس نے ایک نیا حربہ شروع کیا ہے کہ طالبان کے وجود سے پڑوسی ممالک کو ڈرایا دھمکایا جائے۔ مسٹر کارل انڈر فرتھ کا تازہ بیان "طالبان پاکستان کے لئے بھی خطرہ ہیں" اسی سلسلے کی ایک کڑی اور پاکستان کو طالبان دشمنی پر اکسانے کی روایتی سازشی چال ہے۔

افغانستان کے مرکزی وزراء خصوصاً حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم کئی مرتبہ اس امر کا

اعلان کر چکے ہیں کہ پڑوسی ممالک کے خلاف ان کے کسی قسم کے جارحانہ عزائم نہیں ہیں، ویسے بھی افغانستان کے پاکستان کے ساتھ شروع سے دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ مزید برآں پچھلے دنوں ہی افغان وزیر خارجہ مولوی وکیل احمد متوکل نے ایک انٹرویو میں کہا کہ وہ کسی بھی ملک کے لئے پریشانی کا باعث نہیں بننا چاہتے بلکہ اپنے ہمسایہ ممالک سے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات چاہتے ہیں۔ اور تمام مسائل کا حل فہم و تفہیم اور مذاکرات کے کرنے کے قائل ہیں اور امارت اسلامیہ نے یہی راہ اپنائی ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ وہ امریکا کے ان مفت مشوروں پر کان نہ دھرے۔ افغانستان ایک آزاد ملک ہے۔ وہاں کی حکومت کو اپنے ملک میں امن و امان قائم کرنے کے لئے ہر طرح کے اقدامات کرنے کا جواز حاصل ہے۔ ان اقدامات کے دوران اگر امریکی مہروں پر کسی قسم کی زد آتی ہے تو پھر امریکا کو اپنی پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیئے اور خواہ مخواہ دوسرے ممالک کے داخلی معاملات میں ٹانگ اڑانے کا مشغلہ چھوڑ دینا چاہیئے۔

طالبان اس وقت تقریباً پورے افغانستان سے تخریبی عناصر کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ہر آنے والا نیا دن طالبان کے لئے فتوحات کی نوید لے کر آتا ہے۔ اب جبکہ طالقان پر بھی امارت اسلامی کے مجاہدین کا قبضہ ہو چکا ہے مغربی ممالک کو ایک حقیقت کے طور پر افغانستان کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ طالبان دشمنی کو چھوڑ کر امارت اسلامی افغانستان سے اقتصادی پابندیاں ہٹا لینی چاہئیں...... اسلامی ممالک کو بھی اب غفلت و سرد مہری کی چادر اتار کر اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد اور تعاون کرنا چاہیے اور اپنے ممالک میں پائے جانے والے قدرتی وسائل کے ذریعے افغانستان کی عوام کو مستفید کرنا چاہیئے، کافر چاہے مشرق کا ہو یا مغرب کا وہ اسلام اور مسلمان کا دشمن ہے۔ آج اگر اسلامی ممالک نے افغانستان کے مسلمانوں کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تو کل کلاں ان کے ہاں بھی یہی صورتحال پیش آسکتی ہے، تب ان حالات کا متبادل ان ممالک کے پاس نہیں ہوگا۔

اللھم احفظنا من شراعداء المسلمین

بقیہ / ص ۱۴

سیّدی!

ہم نے آپ سے جو عہد کیا تھا ہم اسے ایفا کریں گے۔ ہم آپ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں گے اور روز محشر لواء الحمد کے زیر سایہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ان شاء اللہ..........

مرشدی!

آپ کے بعد محسنِ احرار ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی قیادت میں ہم نے علمِ احرار بلند رکھا، عزیمتوں اور صعوبتوں کا سفر جاری رکھا۔ ۱۲۔ نومبر ۱۹۹۹ء کو ہمارے محسن بھی آپ سے جا ملے۔ ہمارے حوصلے اب بھی جوان ہیں۔ ہم استقامت کے راہی اور دین کے سپاہی ہیں۔ آپ کا جلایا ہوا کاروانِ احرار ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المھیمن بخاری کی امارت و سیادت میں پوری شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں ہے۔ ع..........

رواں رہے گا یونہی کارواں بخاری کا
عدو نہ سمجھیں کہ ہم چوٹ کھا کے بیٹھ گئے

سید محمد کفیل بخاری

بیادِ جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس سرہ

فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص

پانچویں یوم وصال ۲۴۔ اکتوبر کے موقع پر ایک تاثراتی تحریر

کوئی بھی بڑی شخصیت بجا طور پر اپنے خاندان، قبیلے یا جماعت کیلئے قابل فخر ہوتی ہے۔ یہ فخر یقیناً اس شخصیت کے قابل تقلید کردار و عمل، فکر و نظر، تقویٰ و تدین اور فہم و تدبر کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں بہت کم ہوتی ہیں کہ کسی بڑے شخص کی اولاد بھی اس کی صحیح جانشینی کا حق ادا کرے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے خاندان میں واحد فرد تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں میں بہت ممتاز کر دیا تھا۔ انہیں اتنی شہرت اور عزت عطاء کی کہ کئی پشتوں میں اسکی مثال ناپید ہے۔ پورا برصغیر ان کی شخصیت کے سحر کا اسیر تھا۔ لاکھوں انسانوں کو ان کے وجود سے ہدایت ملی اور لاکھوں دل آج بھی ان کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا تو ایسا کہ جس نے اپنے علم و عمل اور ایثار و کردار سے اپنے خاندان اور اسلاف کا نام روشن کر دکھایا۔ ایسا خوش بخت انسان کہ جس پر ماں باپ اور اساتذہ فخر کرتے اور ان کی علمی صلاحیتوں پر رشک اور ناز کرتے۔

ہمارے مشفق و مربی حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اپنے عظیم والد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ وہ اپنے کردار و عمل میں اسلاف کی تصویر تھے۔ وہ فکر احرار کے سچے وارث وامین اور قبیلۂ احرار کے منفرد شخص تھے۔ انہوں نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور حیات مستعار کو تبلیغِ دین کے لئے وقف کئے رکھا۔ حضرت شاہ جی، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو امرتسر کے محلہ کٹڑہ مہاسنگھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ والدہ ماجدہ سے تعلیم قرآن کریم کا آغاز کیا اور پھر اپنے وقت کے جید قاری و عالم حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔

وہ اپنے احوال کے متعلق اکثر فرمایا کرتے:

''حفظ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد اماں جی میری تعلیم کے متعلق بہت متفکر تھیں۔ اباجی اپنے دینی و قومی اور سیاسی مشاغل میں اس قدر مصروف کہ مہینوں گھر نہ آتے اور ایسا بھی ہوتا کہ وہ کسی جلسے میں تقریر سے فارغ ہوئے تو گرفتار ہو گئے۔ مقدمہ چلا، سزا ہوئی اور قید کاٹ کر رہا ہوئے تو گھر آئے۔ ان حالات میں میرا فارغ رہنا اماں جی کیلئے بہت ہی فکر کی بات تھی۔ اباجی کی زندگی تو انگریز کے خلاف جہاد کیلئے وقف تھی۔ ریل اور جیل ان کی زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔ سفر اور مسلسل سفر، تقریریں اور پھر جیل ...... گھر میں اماں جی اور میرے حقیقی اور اکلوتے ماموں سید عبدالحمید شاہ بخاری رحمہ اللہ میری نگرانی کرتے۔ میری تربیت میں ان دو شخصیتوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

اباجی حسب معمول سفر سے واپس آئے تو اماں جی نے انہیں میری تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ وہ مجھے

ساتھ لیکر دارالعلوم دیو بند پہنچے۔ اسی موقع پر مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کی زیارت و ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دستر خوان پر ہم سب اکٹھے تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ بہت پر جوش اور انقلابی مزاج کی شخصیت تھے۔ وہ ملک کے سیاسی معاملات میں بعض علماء کی خاموشی اور حکمت عملی کے سخت خلاف تھے اور ان کے اس رویئے کے خلاف برس رہے تھے۔ ان کا ایک جملہ آج بھی کانوں میں گونج رہا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے:

"حسین احمد، میرا جی چاہتا ہے میں ان مولویوں کو بم سے اڑا دوں"

وہ دیوانوں کی طرح یہ جملہ بار بار دہرا رہے تھے اور حضرت مدنی نہایت حلم و بردباری سے مولانا سندھی کی باتیں سن رہے تھے کہ یہ باتیں محض اخلاص اور للھیت پر مبنی تھیں۔ عبید اللہ سندھی کا سچا درد اور دینی انقلاب برپا کرنے کی تڑپ تھی۔ حضرت مدنی جواباً سر ہلاتے اور فرماتے:

"جی حضرت، آپ سچ فرمارہے ہیں ان کا یہی علاج ہے"

اباجی کو حضرات اکابر سے گفتگو میں معروف پاکر میں دارالعلوم سے ملحقہ قبرستان پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے مزارات پر حاضر ہو کر دعاء مغفرت کی اور پھر اپنے خاندان اور اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے محسن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ زیادہ دیر ہوئی تو میری تلاش شروع ہو گئی۔ اور متلاشی مجھ تک پہنچ گئے۔ میں واپس آیا تو اباجی نے پوچھا، بیٹا کہاں چلے گئے تھے؟ عرض کیا، آپ کے حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ طبعیت ایسی مانوس ہوئی کہ حضرت شاہ صاحب سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضرت شاہ صاحب فرمارہے ہیں "بیٹا میرے پاس بیٹھے رہو" میں ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر بہت دیر روتا رہا اور ان کی جدائی کے احساس میں ڈوب گیا۔ اباجی بہت خوش ہوئے، مجھے دعاء دی "اللہ تمہیں انور شاہ کی گدی پر بٹھائے"

دیو بند سے سہارنپور پہنچے، مظاہر العلوم دیکھا، اباجی نے پوچھا، بیٹا کس مدرسہ میں پڑھو گے؟ عرض کیا دیو بند اور سہارنپور میں تو طبعیت آمادہ نہیں ہو رہی۔ وہاں سے جالندھر پہنچے اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے مدرسہ خیر المدارس میں حاضر ہوئے۔ میں نے اباجی سے کہا۔ میں اس مدرسہ میں پڑھوں گا۔ اباجی نے حضرت مولانا خیر محمد کو میری اس خواہش سے مطلع کیا تو وہ فرمانے لگے "الحمدللہ، ہماری آرزو پوری ہو گئی"۔ انہوں نے بتایا کہ "میں اور میری اہلیہ دونوں ایک عرصہ سے یہ دعاء کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ جی کے بیٹے کو دین پڑھانے کی توفیق دے۔ اے اللہ، شاہ جی کا یہ بیٹا ہمیں دے دے۔ آج ہماری دعاء قبول ہو گئی ہے۔"

غالباً ۱۹۴۰ء میں آپ مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں داخل ہوئے۔ تعلیم کے آخری سال تقسیم ملک کا معاملہ پیش آگیا۔ چنانچہ ان کا ایک تعلیمی سال ضائع ہو گیا۔ ۱۹۴۸ء میں خیر المدارس ملتان میں منتقل ہوا تو وہ سند فراغ حاصل کرنے والی دورۂ حدیث کی پہلی جماعت میں شامل تھے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور ان کی خاص شفقتوں، عنایات اور توجہات کا مرکز و محور رہے۔ استاذ محترم کے حکم سے خیر المدارس ملتان میں چند برس حدیث، فقہ اور ادب کے اسباق بھی پڑھائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے

محلہ کی مسجد عائشہ میں "مدرسہ حریت اسلامیہ" قائم کیا۔ پھر اپنی جگہ مل گئی تو اس میں "مدرسہ احرار اسلام" قائم کیا۔ اسی مدرسہ میں "معاویہ سیکنڈری سکول" بھی قائم کیا۔ آجکل یہاں ابنِ امیر شریعت محسنِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کا قائم کیا ہوا مدرسہ معمورہ شاد و آباد ہے۔ اور یہ جگہ "دار بنی ہاشم" کے نام سے معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق عطا فرمایا تھا۔ اپنے اسی ذوق کی تحریک پر انہوں نے ۱۹۴۹ء میں ایک ادبی تنظیم "نادیۃ الادب الاسلامی" قائم کی۔ انکی علمی وجاہت، وسعت مطالعہ، سحر طراز شخصیت اور بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے ہر سطح کے لوگ ان سے متأثر ہوئے، اور باشعور نوجوان علماء کا ایک حلقہ ان کے گرد جمع ہو گیا۔ "نادیۃ الادب الاسلامی" میں ایسے ہی لوگ شامل تھے۔ اس تنظیم کے تحت ایک معیاری ادبی مجلہ سہ ماہی "مستقبل" جاری کیا۔ مستقبل میں شامل ان کی نگارشات اور ان کے رفقاء فکر کی تحریری کاوشوں سے ایک زمانہ متاثر ہوا، ایک نسل نے ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کیا اور اہل دانش نے خراجِ تحسین پیش کیا۔ پھر سہ روزہ "مزدور" جاری کیا، مزدوروں کے حقوق کے لئے "اسلامک ٹریڈ یونین بنائی" اور اسلام میں مزدوروں کے حقوق و فرائض کے حوالے سے ایک وقیع علمی مقالہ "اسلام اور مزدور" کے عنوان سے لکھا۔ کسانوں کے حقوق کے لئے "اسلامی کسان کمیٹی" بنائی "اسلام اور کسان" کے عنوان سے تحقیقی مضمون لکھا۔ مجلس احرار اسلام کے ترجمان روزنامہ "آزاد" لاہور میں ان کے نثری شہ پارے، نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی رہیں۔ احرار کے ایک اور ترجمان روزنامہ "نوائے پاکستان" کے شعبہ ادارت کے رکن رکین رہے اور ان کی نگارشات اسمیں بھی شائع ہوتی رہیں۔ مولانا مجاہد الحسینی شاہ جی کے رفیقِ خاص تھے۔ ان کی ادارات میں شائع ہونے والے اخبار "غریب" میں بھی ان کے قلم سے بعض مضامین نکلے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت میں روپوش رہ کر کام کرنے والوں میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے بعد وہ دوسرے آدمی تھے جنہوں نے روپوشی کے ایام میں تحریک کے اسیر رہنماؤں سے جیل میں رابطہ قائم رکھا اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر تحفظ ختم نبوت کا محاذ سرگرم رکھا۔ حکومتِ پاکستان اپنی ساری کوششوں کے باوجود انہیں گرفتار نہ کر سکی۔ ۱۹۶۰ء میں مرشد گرامی حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ نے خلعت خلافت عطاء فرمائی۔ ۱۹۶۱ء میں حج کی درخواست منظور ہوئی مگر والد ماجد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی شدید علالت کے باعث سفرِ حج ملتوی کر دیا۔ پھر اپنی شدید خواہش کے باوجود وسائل نہ ہونے کی وجہ سے وہ تمام عمر حج نہ کر سکے۔ ۲۱/اگست ۱۹۶۱ء میں حضرت امیر شریعت کا انتقال ہو گیا۔ مجلس احرار اسلام پر ان دنوں پابندی تھی۔ آپ نے "مجلس خدام صحابہ" کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ساتھ جماعت کے شعبۂ تبلیغ "تحفظ ختم نبوت" کے محاذ پر داد شجاعت دیتے رہے۔ انہی دنوں ملتان میں ہفتہ وار درس قرآن کریم کا آغاز کیا اور علم و عرفان کے موتی بکھیرتے رہے۔ تب ان کا عہد شباب تھا اور اس دور کے دروس میں نوجوانوں کا ایک جم غفیر ستاروں کی طرح اس ماہتابِ علم کے گرد جمع ہو گیا۔ سینکڑوں نوجوانوں کی زندگیاں بدل گئیں اور ان کے افکار و عقائد کی اصلاح ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں سیاسی جماعتوں سے پابندیاں ختم ہوئیں تو مجلس احرار اسلام کی تنظیم نو کے لئے متحرک ہو گئے اس وقت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ احرار کے قائد تھے۔ انہی کی قیادت میں بقاء احرار کے لئے سرگرم ہوئے اور اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ تب آپ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں آپ نے جماعت کا منشور اور دستور لکھا جو ان کی علمی صلاحیتوں کا شاہکار ہے۔ ۱۹۷۰ء میں جماعت

کا ترجمان پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور سے جاری کیا جو آج کل آپ کے فرزند ارجمند برادر محترم حافظ سید محمد معاویہ بخاری حفظہ اللہ کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں احرار کی روایات کے شایانِ شان قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۵ء میں جماعت کے مرکزی امیر چن لئے گئے اور ۸۲ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ۲۶ فروری ۱۹۷۶ء کو دار الکفر والارتداد "ربوہ" کی تاریخ میں پہلی بار اجتماعی طور پر مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی۔ اُن کی اقتداء میں اور انہوں نے مسلمانوں کی پہلی مسجد، "جامع مسجد احرار" کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۹۰ء میں فالج کا حملہ ہوا، اس کے بعد مسلسل مختلف عوارض کا شکار ہوتے رہے۔ ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء میں بیماری نے شدت اختیار کرلی اور فالج کے تقریباً تین حملوں سے انکی صحت تباہ ہو گئی اور پھر وہ بستر علالت سے اٹھ نہ سکے۔ بالآخر ۲۷/۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳/۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۵ء، پیر اور منگل کی درمیانی شب دس بج کر چالیس منٹ پر تقریباً ستر برس کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک آفتابِ علم افق کے اس پار چلا گیا جہاں سے لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ احرار کی متاعِ عزیز تھے۔ وہ ایک عظیم مفکر اور جید عالم دین تھے۔ شعر و ادب اور خطابت میں انہیں جو مقام و مرتبہ حاصل ہوا وہ اسمیں یکتا تھے۔ انہیں مجلس احرار اسلام سے لازوال محبت تھی۔ وہ مجلس احرار اسلام کو شہداء ختم نبوت کی وراث اور نشانی سمجھتے تھے۔ ان کا عزم تھا کہ وہ اس چراغ کی لو کو کبھی مدھم نہ ہونے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دوستوں کی بے وفائیوں، ہم عصروں کی چیرہ دستیوں اور سازشوں کے علی الرغم احرار کا علم بلند رکھا۔

انہوں نے تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور پچاس کے قریب چھوٹی بڑی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ تاریخ، علم الانساب، ادب، لغت، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ ازواج و اصحابِ رسول علیہم الرضوان ان کے خاص موضوعات تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے پاکستان میں ۱۹۶۱ء میں یوم معاویہ کا جلسہ منعقد کیا اور اس کے لئے بعض نادان دوستوں اور دانا دشمنوں کی شدید مزاحمت کے مقابلے میں کوہ استقامت بن گئے۔ پاکستان کی تاریخ میں وہ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحریک کی پہلی، منظم اور طاقتور آواز تھے۔ وہ اپنے مؤقف کے اظہار کے لئے کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوئے۔ جس بات کو حق سمجھا اسے بلا خوف تردید بیان کیا۔

جانشین امیر شریعت، قائد احرار، حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار اسلام کے مرشد بھی تھے اور مجدد بھی۔ وہ احرار بلکہ امت مسلمہ کے فکری محسنوں میں سے تھے۔ اپنے علم و تقویٰ اور جہد و عمل کے حوالے سے وہ خاندانِ امیر شریعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے ہم عصر تو بہت تھے، ہم سر کوئی نہ تھا۔

میں نے ہوش سنبھالا تو ان کے بال سیاہ تھے اور شعور آیا تو سفید ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی ستر برس کی حیاتِ مستعار میں سے پچاس برس دین کی تعلیم و تبلیغ میں صرف کئے۔ وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جیسے عظیم باپ کے بیٹے تھے اور انہوں نے باپ کے کردار و عمل کو اپنی سیرت میں منعکس کرلیا تھا۔ وہ بجا طور

پر جانشینِ امیر شریعت تھے۔

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو ہم سے جدا ہوئے پانچ برس بیت گئے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو زندہ لفظوں میں بولتے تھے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے زندہ الفاظ ہمارے کانوں سے ٹکرا رہے ہیں، ہمیں بیدار و خبردار کر رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان کی تقریروں کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ انہوں نے جو کہا اس پر عمل کیا۔ انہوں نے عقیدۂ توحید بیان کیا، مقام و منصب ختم نبوت پر سیکڑوں تقریریں کیں، منصب ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے دفاع میں ہزار بار خطاب کیا اور ہزاروں صفحات لکھے۔ وہ اصول و عقائد پر کسی سے سمجھوتے کیلئے کبھی تیار نہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے اُن کی قرآن فہمی، حدیث شناسی، تاریخ دانی اور ان کی استقامت، شجاعت، علمیت، فقاہت، خطابت، فصاحت و بلاغت، ادبی و شعری کمال، بلند فکری، حسن نگارش، حسن اخلاق اور وسیع النظر فی جیسی طاقتور صلاحیتوں کا اعتراف کرنے کی بجائے ان کا حریف بننا پسند کیا اور اپنی شکست کا یوں اعتراف کیا کہ ان پر پھبتیاں کسیں، اُن کا مذاق اڑایا، اُن کا راستہ روکا حتیٰ کہ گالی گلوچ سے بھی گریز نہ کیا......مگر وہ تو استقامت کا کوہ گراں تھے۔ وہ نہ کسی سے مرعوب ہوئے اور نہ انہوں نے اپنا راستہ چھوڑا۔ وہ اس آگ کے دریا کو مسکرا کر عبور کر گئے اور ان کے پیچھے ایک گلزار کھل گیا۔

اُن کے سانحہ ارتحال سے ملک کے دینی حلقوں کو سخت صدمہ پہنچا۔ خاص طور پر مجلس احرار اسلام کے کارکن اپنے فکری محسن و مربیّ اور قائد کی شفقتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ اب ہمارے کان ان کی صداء حق سننے کے لئے ہمیشہ ترستے رہیں گے۔ احرار کارکن شاہ جی کی جدائی کے غم سے نڈھال ضرور ہیں مگر یہ ان کا عزم مصمم ہے کہ وہ شاہ جی کے روشن کئے ہوئے چراغِ احرار کو گل نہ ہونے دیں گے۔ اور مکمل عزم و ہمت کے ساتھ حق و صداقت کا علم بلند رکھیں گے (ان شاء اللہ)

سید ابوذر بخاری کے مخاطب صرف "حلقۂ احرار" کے لوگ ہی نہیں تھے۔ وہ سب سے مخاطب ہوئے۔ انہوں نے خطاب نہیں کیا، درس دیا ہے، سبق پڑھایا ہے اور جاہلوں کو علم و شعور اور آگہی سے آشنا کیا ہے۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اپنے ہم عصروں میں شاید واحد شخص ہیں جنہوں نے اپنے ان پڑھ مخاطبین کو عالم بنا دیا۔ آج میں یہ چند سطور اگر لکھ رہا ہوں تو یہ اسی محسن و مربّی کا فیض ہے۔ تقریر کرتا ہوں تو یہ انہی کی تقریروں کی سماعت کا اثر ہے۔ وہ اپنے بعد لشکر احرار میں جواں فکر، جواں عزم اور جواں ہمت نوجوانوں کی بہادر فوج چھوڑ کر گئے ہیں۔ وہ اپنی فوج سے الوداع ہوتے وقت بہت مطمئن تھے کہ.........

میرے سپاہی

میرے جوان

میرے وارث

میرے فکر کے امین ہیں، میرے مشن کے مبلغ ہیں، میری جماعت مجلس احرار اسلام کو زندہ رکھیں گے اور پرچم احرار، پرچم ختم نبوت کو سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

بقیہ 10 پر

حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی ایک یادگار تحریر

اقامتِ دین

آثار و قرائن کہتے ہیں کہ شر القرون کا سیاہ آفتاب، مغرب دجل و ضلالت سے طلوع ہو چکا ہے۔ ہر آنے والی صبح کا غور سے جائزہ لیجئے کہ اس کے دامن میں سوائے ترش رو حوادث اور دلگداز سانحات کے نشاط و مسرت کی ایک مضمحل سی کرن بھی دکھائی نہیں دے گی۔

اہل دنیا کے لئے معاشرتی مدّوجزر اور سیاسی بحران ہی تمام مساعی کا مرکز و محور ہے اور یہی ان کے گردو پیش کا اقتضاء بھی ہے۔ لیکن وہ قابلِ رحم مخلوق جو طاغوت کے سنگین پہرے میں بھی اللہ و محمد کا نام لیتی ہے اس کے وجدان و احساس کے زخمی ہونے کے لئے یہی تیرہ و تار ماحول اور مسموم فضاء کیا کم ہے جس میں ہر لمحہ گزراں ایک نئے المیہ کا پیش رو ہو اور جس کی ہر گھڑی شدائد و آفات کے تسلسل اور تواتر سے ہم کنار ہے۔ ہماری حیاتِ قومیہ کا شیرازہ کچھ اس بری طرح سے بکھرا ہے کہ اس کے بے پناہ انتشار کو ربط و نظم کا کوئی تصور بھی سنبھالا نہ دے سکے۔ گناہ میں انفراد ہو تو مذہبی فکر اس کے نتائج کی تحدید کرتا ہے۔ لیکن جب معصیت سوادِ اکبر کے مجموعی کردار میں تحلیل ہو جائے تو عقل و مشاہدہ بھی اس کے عواقب کی پیشانی پر شقاوت و خسران کی غبار نما تحریر کو بسہولت پڑھ لیتے ہیں۔ پھر اس اجتماعی دق کا ایک آخری درجہ ہے جس میں "تجدید و اصلاح" کا انتہائی تریاق بھی اپنی سرائیت اور عملیت میں دم توڑنے لگتا ہے۔ صورت یہ ہو کہ قوم کسی "جورِ مسلط" کی حسّی اتباع میں غیر شعوری طور پر مائل الحاد ہو جائے مگر جب طغیان و تحدی کا بھوت اولوالامر ملت کا لبادہ اوڑھ کر ننگا ناچ شروع کر دے اور کارخانہ امر و نہی سے حرام کی حلت اور حلال کی حرمت کے کل پرزے شریعت کے قالب میں ڈھل کر نکلنے لگ جائیں تو اس جرمِ عظیم کی پاداش میں ایک ایک متنفس ہولناک عذاب کی بھینٹ ہو جاتا ہے۔

حق و باطل کے فطری تضاد نے ہی آج تک زندگی کا کوئی گوشہ تصادم و مزاحمت سے خالی نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن وہ "مقدس مخاصمت" جو اختلاف امتی رحمت کی اوٹ سے "مسلسل مناظرہ بازی" اور پیہم تحریف کا معرکہ سرانجام دے رہی ہیں۔ اس نے تو اطمینانِ ظاہر کے ساتھ ساتھ "سکونِ باطن" کو بھی بلا ڈالا ہے۔ زمانہ وہ ہے کہ اگر "احکامِ بیّنہ" اور "شاعرِ واضحہ" "مسخ و محو ہونے سے بچ جائیں تو ایمان سلامت جانیئے اور جفا کیش اہلِ وفا کی روش یہ ہے کہ اختلافِ مسلک کے نام پر فتنہ خیزی میں کوئی کسر اٹھا رکھی جائے تو آخر کیوں؟

یہ حریف نما حامی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہماری اس مشترک یلغار کا اثر مدافعت عن الدین کی بجائے مجارحت علی الدین کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔ کیونکہ مسائل مہمہ سے کلی اعراض برت کر مباحات معمولہ کے اختیار و عدم اختیار میں مین میخ نکالنا اس نتیجے کے سوا اور کوئی ثمر نہیں رکھتا...... کہ ہماری دینی شیرازہ بندی اور اجتماعی تنظیم، فروعی تشتت کے دوش بدوش قومی انتشار کا جامہ اوڑھ لے اور یہی صورتِ حال شعبدہ بازانِ مغرب کا مطلوب

و مقتضیٰ تھا۔ جس نے سیاست افرنگ کے مدّ و جزر سے جنم لیا اور یوں سکونِ روحانیت زیرِ سایہ تربیت پانے والے قلوب مادیت کے پھیلائے ہوئے تذبذب و اضطراب کے شکنجے میں جکڑے گئے۔ آج ہمارا ماحول افسردہ، روحِ معاشرت علیل ہے۔ تہذیب و ثقافت کی نورانیت سیاہ پوش ہے۔ اخلاق و تقویٰ کی اقدار مجروح ہیں۔ کتاب اللہ مہجور و پس انداختہ ہے۔ عظمتِ دین خفیف سوگوار ہے۔ شعائرُاللہ ذلیل و رسوا ہیں۔ سنتِ رسولِ تفریط و غلو کے تھپیڑوں کی زد میں شاکی و گلہ مند ہے۔ آیات و احادیث، تحریف بدامن اجتہاد کی رانڈش میں بازیچۂ تمسخر و استہزاء بنی ہوئی ہیں۔ احکام بیّنہ اولی الامر سے لے کر عوام کالانعام تک مردود قابلِ نفرین ہیں۔ تحتِ خلافت الحاد کے تسلط میں ہے۔ اولیاء طاغوت قوتِ حاکمہ ہیں۔ اور اسلام محکوم ہے۔ آج حق سے زائد مخفی اور باطل سے زائد اظہر و شائع کوئی چیز نہیں اور نہ ہی خدا و رسول پر افتراء پردازی سے بڑھ کر کسی جنس کا رواج ہے۔ اس عہد شئوم میں تاجرینِ انسانیت کے لئے کتاب اللہ سے زائد ہلاکت و خسران آمیز سودا کوئی نہیں جبکہ اس کے منافع کی ٹھیک ٹھیک تشہیر کی جائے اور اس کی قیمت کی کماحقہ تعیین کی جائے اور اسی سودے کی مانگ سب اجناس سے تیز ہوتی ہے۔ جب اس کی تحریف کی جائے اور یہ ہو کیوں نہ جبکہ حاملین کتاب نے اسے خود پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور اس کے نگہبان اسے خود فراموش کر چکے ہیں۔ آج کتاب اللہ اور متبعینِ کتاب دونوں کے دونوں قوم و وطن کے ٹھکرائے ہوئے ہیں۔ اور بلادِ طاغوت میں جلاء وطن کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ دونوں ادعاء دارانِ اسلام میں تو ہیں لیکن ان میں سے شمار نہیں ہوتے کیونکہ ضلالت و ہدایت کی باہم موافقت ممکن نہیں لیکن جب بھی ہدایت نما ضلالت کا باطل سے اتحاد ہوا ہے قوم کی اکثریت افتراق پر مجتمع ہو گئی۔ اور جماعتِ حقہ سے جدا ہو گئی۔ اور اس وقت تو ایسا معلوم ہوا کہ یہ بے قائد ہجوم اور بدونِ رہبر ازدحام خود کتاب اللہ کا ہادی و امام ہے۔ نہ کہ کتاب اللہ کو ان کی امامت و قیادت کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ عقلِ سلیم کیوں نہ باور کرے کہ دین یتیم ہو چکا ہے اور اہلِ دین لاوارث۔ کیونکہ جب خلافتِ الٰہیہ کا دستور منشاء کفر کے تحت ہو گا اس کی حقانیت کی پرکھ کا معیار کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور جب اتباعِ باطل کو اطاعتِ حق تسلیم کرانے پر وقت کی قہرمانی مصر ہو تو کتاب و سنت کی صداقت موہوم ہو کر رہ جائے گی۔ عقل و الہام کی یہ غیر مختتم جنگ اپنے جلو میں ہمیشہ خونیں برگ و بار لے کے آئی ہے۔ جن کی سرخی کبھی تو جہادِ حق کی کامرانی و فتح مندی کا غازہ بن کر روئے حیات کو تابناک کر گئی۔ اور کبھی ارمان و آرزوئے مومن کی قربانی کا روپ دھار کر مزار شہداء پر رنگین پھول چڑھا گئی۔ لیکن یہ صورت خیالِ حقیقتِ واقعہ کا جامہ تب اوڑھتی ہے اگر اجتماعیت مذہب کی شیدائی ہو۔ کتاب اللہ حکم ہو اور قوانینِ شریعت روحِ اعمال میں سرایت کر جائیں۔ قوتِ حاکمہ فیض الہام سے بہرہ ور ہو اور امام معین اطاعتِ محمد کا اسوۂ بیّنہ۔ اسی وقت کے لئے تمام بشارات ہیں اور اسی ساعت کے لئے تمام مواعید کہ اس گھڑی ان کی صداقت مجسم ہو جاتی ہے۔ اور قیام و نفاذِ دین ہوتا ہے۔ اس کی احسن ترین شکل وعداللہ الذین آمنوا منکم

رب قدیر نے تم میں سے اصحاب ایمان و عمل صالح کے لئے اس امر کا وعدہ کر چھوڑا ہے کہ وہ انہیں بسیطِ ارض پر (اپنے قانونِ ہدایت کے نفاذ کے لئے) اپنا جانشین بنائے گا جیسا کے ان سے پہلے بھی اہلِ حق کو اس نے نیابت و

خلافت کے منصب سے نوازا اور انہیں اپنے پسندیدہ دین کی اقامت کے لئے جماؤ اور قوت بھی عطاء کرے گا۔ اور احیاء شعائر الہیہ کے لئے شرور و مفاسد سے پیدا شدہ تمام خطرات کو سکونِ ابدی اور امنِ دائمی کی خوشگواری سے مبدل فرمائے گا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں صرف مجھے ہی اطاعت و عبادت کا مرجع گردانتے ہیں۔ اور میری حاکمیت میں کسی طاغوتی نظام کو دخیل و شریک نہیں کرتے۔ اور جو لوگ ان انعامات کے حتمی وعدہ کے بعد بھی اقامتِ دین کی سعی میں مداہنت عمل سے کفرانِ نعمت کا ثبوت دیں وہی بد قسمت، ناقدردان اور احکام سے برگشتہ ہیں۔ (پ ۱۷)

پھر اس جوہر کی حفاظت کے لئے جس ظرف کی حاجت ہے اور اس فضاء کی بقاء وصحت مندی کے لئے جیسے ماحول کی ضرورت ہے اس کے مراتب مختلف ہیں۔ جس تبلیغ کے وسیلہ سے مخلوق کے دل رام ہوئے اور ان کی عقل تسلیم حق کے لئے مسخر ہو گئی اس کا استعمال اختیار و تحکم کے وقت فرض عین ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت اشاعتِ حق کے وسائل سہل الحصول ہوں گے۔ اور حلقۂ شرعِ مبین کی روش محض التفات و سماعت سے ہٹ کر تقبل و انفعال کا رنگ اختیار کر لے گی۔ سو وہ فریضہ جو شدائد و حوادث کے طوفان میں بھی ادا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ ساز گار ماحول اور موافق فضاء میں اس کی بجا آوری کے داعی واجبات سے بدل جائیں گے۔ جبکہ اعلانِ بالسیف تلقینِ باللسان اور ترغیب بالعمل تینوں ذرائع کا استعمال آزادانہ ہوسکے گا اور امتثال امرِ حق کی ہر صورت قابلِ وقوع ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ انعام کی عظمت و کرامت کے مطابق ہی سبیل تشکر و سپاس تلاش کی جاتی ہے۔ پس مساعدت احوال کی صورت میں اعلاء حق کے لئے شارع اعظم صلی اللہ علیہ وسلمنے حسبِ ہدایت الہام عمل کا جو درجہ موضوع و معین فرمایا ہے اس پر کار بند ہونا فرض اولین ہے۔ اور وہ ہے اصطلاحِ شرع میں "درجۂ عزیمت"...... "عزیمت" سعی کی وہ مرحلہ ہے جہاں سے قافلۂ عزم بلا حاجب و مانع بدون خطر نشان منزل کا سراغ پا لینے کے لئے گزر جائے۔ وادیٔ ابتلاء کو عبور کرنے والا داعی و مبلغ حق جہاں خود محسوس کرنے لگے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے نہ تو اس کے قوی روحانیت کو ہی کسی پر نفاق نرم روی کا سہارا لینا پڑے گا اور نہ ہی اس کے جوارح نفاذ احکام اور احیاء شعائر کے لئے کسی قوت اور غلبہ کے استعمال سے عاری کر دیئے جائیں گے بلکہ اقامت دین کی راہ میں ہر مزاحم طاغوتی نظام، قلع فتنہ و فساد کے طور پر اس کی تخریب کی زد میں ہو جو عافیت دارین و فلاح کونین تعمیر کو متضمن ہوگی۔ لہذا اشاعت دین کے لئے قوت و غلبہ کے دوش بدوش فروغ پانے والی سعی کی افضلیت و اہمیت واضح ہو گئی۔ جس کے لئے ہم نے سطور سابقہ میں اعلانِ بالسیف کی تعبیر سے کام لیا ہے اور جس کے وجود اور وجوب للعمل کی شہادت ارشاد نبوی سے مستنبط ہے۔ من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہٖ

(تم میں سے جو صاحبِ ایمان، وعملِ صالح برائی کو درپیش پائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس بدی کے ماحول کو قوتِ تدبیر و عمل سے مبدل بصالحیت کر دے۔)

سید ابوذر بخاری

ماہنامہ مستقبل ملتان ربیع الاول ۱۳۶۹ھ جنوری ۱۹۵۰ء

سید یونس الحسینی آخری قسط

ظلمتِ کذب سے عظمتِ صدق تک

نکات ۶-۷ باہم مربوط ہیں: آپ نے لکھا کہ "احمدیت میں جبری بھرتی نہیں بلکہ شریف النفس اہلِ وطن کی بلیک میلنگ ہے"- یہ بات خود ہی آپ کا جواب ہے- جبر کئی قسم کا ہوتا ہے- ایک ڈنڈے کے زور پر اور دوسرا حالات کے اکھاڑ سے فائدہ اٹھانے سے تیسرا نفسیاتی.. احمدیت میں یہ تینوں پوری آب تاب کے ساتھ موجود ہیں- ۳۳-۱۹۳۱ کے حالات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیجئے- ان سالوں میں اپنے امام ثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد کی خفی و جلی کارگزاریوں کو ذہن میں لایئے- غیر مرزائی عوام جن میں ہندو سکھ مسلمان سبھی شامل تھے قادیان میں اپنی مذہبی اور معاشی زندگی میں ہر گز آزاد نہ تھے- خلیفہ صاحب کی جانب سے ہر غیر مرزائی دوکاندار کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اپنی دکانوں پر واضح الفاظ میں نمایاں طور پر یہ عبارت آویزاں کریں- "میں آئندہ سے مرزا غلام احمد کو حضرت مرزا غلام صاحب کہوں گا- میں اپنے کسی مذہبی اجتماع میں شامل ہونگا اور نہ ہی قادیان میں اپنے عقیدے کے کسی بزرگ کو آنے کی دعوت دونگا- میں کسی ایسے دوکاندار سے لین دین نہیں کرونگا جس کے پاس یہ اقرار نامہ نہیں ہوگا"-

جبر کی دوسری مثال ۱۹۲۸ء میں پیش آئی- مولانا عبدالکریم جو کہ معروف مرزائی مبلغ تھے سابقہ مسلک سے تائب ہو کر مسلمان ہوگئے- نتیجتاً انہیں شدید ترین اذیتیں دی گئیں- انکی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کو نذر آتش کر دیا گیا حتیٰ کہ ۱۹۳۰ء میں یہ خاندان قادیان سے ترک سکونت کر کے بٹالہ میں آباد ہوا-

ستمگری کی تیسری مثال کشمیر کمیٹی کے قیام کے ساتھ ہی منصۂ شہود پر آنے والے واقعات ہیں- جن پر غور کرنے کی بجائے آپ کا دامانِ صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے- آپ یہ تحریر کسی بھی طرح دیانتدارانہ رائے کے طور پر قبول نہیں کر پاتے- آپ نے جسٹس یوسف صراف کی کتاب کا حوالہ دیا ہے- میں ایک بہترین کتاب کا حوالہ دے رہا ہوں جسے جناب قدرت اللہ شہاب مرحوم کے اشہب قلم کی جولانیوں نے دوام بخش دیا ہے- آپ کی نظروں سے "شہاب نامہ" کا گزر ہوا ہوگا- کشمیر کمیٹی کے متعلق رقمطراز ہیں-

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی (مرزا بشیرالدین محمود) بن بیٹھے- یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی- اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیرالدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ انکی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سر کردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے- اس شرانگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تا کہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں- یہ مہم کافی کامیاب رہی- کئی دوسرے مقامات کے علاوہ وہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد قادیانی بن گئی- پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا- یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور

اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سرِ نو مشرف بہ اسلام ہو گئی"۔

احمدیت کا یہ رخِ جفا بھی آپ نے اچھی طرح دیکھ لیا ہو گا۔ ظلم وجور کا یہ بھی ایک اندازِ بے پناہ ہے۔ شریف اہلِ وطن کی بلیک میلنگ کا مکروہ بیوپار تادمِ تحریر جاری ہے۔ نونہالانِ چمن کو سات سمندر پار دیارِ مغرب بھیجنے کیلئے بھی آپکا جال ہر وقت تیار ملتا ہے۔ ادھر احمدیت کا سرٹیفکیٹ ملا ادھر یورپین ممالک جانے کے انتظامات کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ حال ہی میں سندھ کے ایک ڈاکٹر کی گرفتاری عمل میں آئی جس نے ان پڑھ دیہاتیوں کو فارم پر کرتے وقت قادیانی لکھ دیا تھا۔ معلوم ہونے پر انہوں نے متعلقہ دفتر میں شکایت کی اور موصوف کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی۔ یہ سب مثالیں جبر اور جبری بھرتی ہی ہیں۔ آپ پھر بھی معتر ہیں کہ جبری بھرتی نہیں ہوتی۔ قادیانی نوجوانوں کے ذکر میں آپ نے لکھا کہ "ان کے ذہن سے غلط عقائد کو نکالنا مقصود ہو تو عقائد پر بحث تو ہو گی"۔..... جناب والا ہم عقائد کی بحث کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ ہم چاہتے ہیں احمدی حضرات دائمی سچائیوں پر مبنی اصول وضوابط کو کھلے دل سے تسلیم کر لیں اور بس! اس سے نفرتوں کی شبِ سیہ کا خاتمہ ہو گا اور محبتوں کا طلوع۔

۸-۹ مرزا غلام احمد قادیانی، رئیسِ قادیاں مرزا غلام مرتضےٰ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے فرنگیوں کو ہر طرح کی امداد بہم پہنچائی۔ انگریزی فوج میں شامل ہو کر ضلع گورداسپور کے علاقے تریموں میں مجاہدین آزادی کو تہ تیغ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس ملت کشی کے صلے میں برطانوی سامراج نے اس خاندان کو انعام واکرام سے نوازا۔ سر گریفن کی تالیف "پنجاب چیفس" میں اس خاندان کی تاجِ برطانیہ کیلئے خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ یہ دستاویز دراصل ان خاندانوں کے کوائف پر مشتمل ہے جنہیں مستقبل میں بھی نوازنے کا پروگرام تھا۔ خود مرزا غلام احمد نے اپنی کئی تصنیفات میں سامراجیوں کیلئے اپنی وفاداریاں اور خدمت گزاریاں گنوائی ہیں۔ "تحفہ قیصریہ" اور "تریاق القلوب" دیکھنے کے لائق ہیں مرزا غلام احمد کی تحریک آغاز اس کے مزاج اور غرض وغایت سے شناسائی کی پہلی دقت طلب صورت یہ ہے کہ برطانوی استعمار کی سیاسی پالیسیوں کو پرکھا جائے اور یہودی قومی تحریک، صیہونیت کے راهنماؤں سے انگریزی رابطوں کا جائزہ لیا جائے۔ دوسرے انڈیا آفس لائبریری انگلینڈ سے حاصل کردہ ریکارڈ۔ تیسرے مرزا صاحب کے اپنے اطوار اور کثرت سے دیئے گئے اعترافی بیانات۔

وکیل صاحب! آپ تو جانتے ہیں کہ کسی مقدمے میں اعترافی بیان کی اہمیت کیا ہوتی ہے؟ اپنے امامِ اولیں کے ان الفاظ پر کیا تبصرہ کریں گے کہ۔

"احمدیت آپکا خود کاشتہ پودا ہے اسکی آبیاری آپکا فرض ہے"

آپ نے چیلنج کیا تھا مرزا صاحب کو سامراجی ایجنٹ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ لیجئے ثبوت حاضر ہے۔ بایں ہمہ چند ضروری حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد لارڈ میو نے ۱۸۶۹ میں سر ولیم ہنٹر کو تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرنے کا حکم دیا جسکا لب لباب یہ تھا۔

"جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان (مسلمانوں) کے شدید جوش، تعصب، تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد

ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے۔ اسلئے جس قدر ممکن ہو سکے ایسا محاذ قائم کیا جائے جو ان کی ضرر رسانی کو ختم کر دے یا کم از کم ان عقائد (جہاد) کے پس پردہ پائی جانے والی جذباتی اپیل کو سرد کر دے۔ (دی انڈین مسلمانز از ہنٹر)

۱۸۶۹ء ہی میں برطانوی مدبرین، اعلیٰ سیاستدانوں، اراکین پارلیمنٹ اور مسیحی مذہبی راہنماؤں پر مشتمل اعلیٰ سطحی وفد ہندوستان بھیجا گیا جو نہ صرف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے محرکات کا جائزہ لے بلکہ اپنی طرف سے ایسی سفارشات بھی پیش کرے جن پر عمل کر کے مسلمانوں کے اندر ایسی تحریک اٹھائی جائے جو انکی وحدت کو چکنا چور کر دے اور وہ کسی اجتماعی تحریک میں حصہ نہ لے سکیں۔ اس طرح برطانوی حاکمیت کیلئے پیدا شدہ خطرات کا سدِ باب ہو سکے۔ برطانوی کمیشن اور مشنری فادرز نے الگ الگ رپورٹیں پیش کیں جن کو یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود" (The arrival of British Empire in India) کے زیر عنوان شائع کر دیا گیا۔ انڈیا آفس لائبریری میں آج تک موجود ہے۔ اسکا بنظر غائر مطالعہ کیجئے۔ گوہر مقصود بہت جلد ہاتھ آجائیگا اور آپ ہمکنار منزل ہو جائیں گے مگر وہی اخلاصِ نیت شرط اول و آخر ہے۔

مسیحی راہنماؤں کی رپورٹ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کیلئے تیار ہو کہ اپنے لئے ظلی نبی ہونے (Apostolic Prophet) کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اسکے گرد جمع ہو جائیگی لیکن اس مقصد کیلئے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد سے ہی ہندوستان حکومتوں کو محکوم بنایا۔ ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔"

مرزا غلام احمد ان دنوں یعنی ۱۸۶۴ء سے سیالکوٹ کچہری میں اہل مد کی ملازمت کر رہے تھے۔ ۱۸۶۸ء کو وہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ مسٹر پارکنسن کے دفتر متعین تھے۔ افسر موصوف عالمی صیہونی تحریک کے معتمد مگر خفیہ معاون اراکین (Sleeping Partners) میں شامل تھے۔ انہوں نے اس ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات دیکھ بھال لئے تھے۔ کام کا بندہ مل چکا تھا۔ ڈی سی صاحب نے برطانیہ کے ایک سیکرٹ ایجنٹ، سیالکوٹ مشن کے انچارج پادری ریورنڈ ٹیلر ایم۔ اے سے مرزا صاحب کا تعارف کرایا۔ بہت سی خفیہ اور ظاہری ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ آخری ڈی سی صاحب کی معاونت و شفقت خسروانہ سے معاملات طے پا گئے۔ صورتِ حال کو کنٹرول کرنے کیلئے پوری منصوبہ بندی کی گئی۔ ٹیلر صاحب یہ خوشخبری لیکر برطانیہ جانے لگے تو مرزا صاحب کو ملنے ڈی سی آفس گئے۔ افسر موصوف نے بہ ظاہر بے اعتنائی سے استفسار کیا۔ "کیسے آنا ہوا" کوئی کام ہو تو فرمائیں "کام تو ہو چکا تھا۔ چنانچہ ٹیلر نے کہا "میں صرف آپ کے منشی سے ملنے آیا تھا۔" ملاقات ہوئی۔ راز و نیاز ہوئے اور پادری صاحب واپس چلے گئے۔ لیکن عجیب واقعہ یہ ہوا کہ ٹیلر صاحب کی واپسی کے ساتھ ہی مرزا صاحب بھی ۱۸۶۸ء ہی میں بغیر کسی ظاہری معقول وجہ کے اہل مد کی نوکری چھوڑ چھاڑ آناً فاناً قادیان آبراجے اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گئے۔ عیسائی پادریوں سے محض محاذ آرائی تو صرف دکھاوے کی تھی کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے اپنے اصلی ہدف تک

پہنچا جا سکے۔ یہ سب تو محض تعارفی کارروائیاں تھیں ان میں برطانیہ کے محکمہ جاسوسی کے مقرر کردہ پادریوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جو بالآخر مرزا صاحب کے دعویٰ ظلی نبوت پر منتج ہوئیں۔ خود ہی اعتراف کرتے ہیں کہ "میں نے جہاد حرام ہونے کا فتویٰ دیا اور حکومت انگلینڈ کی حمایت میں بہت سالٹریچر شائع کر کے بلاد عرب و عجم میں بے تحاشا پھیلایا۔"

وکیل صاحب! آپ وسائل سے مالامال ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری کی یاترا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہاں اور بہت کچھ مل جائیگا حتیٰ کہ یہ تک پتا چل جائیگا کہ مرزا صاحب کے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ یہ کثیر تعداد میں لٹریچر کو چھپواتا اور تقسیم کرتا رہا۔ میرا خیال ہے فی الوقت یہی ثبوت کافی ہیں باقی عندالطلب حاضر کئے جائیں گے۔

آپ ایک سانس میں ڈھیروں متعلقہ اور غیر متعلقہ باتیں کہہ گئے ہیں۔ یہ رویہ اس امر کا غماز ہے کہ آپ کی ساری بحث ایک ضدی اور ہٹ دھرم وکیل کی دلائل و براہین سے خالی انتہائی غیر منطقی اور نامعقول جرح ہے جس میں تعدیل کا شائبہ تک نہیں۔ "احرار" ۱۹۲۹ء میں کانگریس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر وجود پذیر ہوئی۔ مگر آپ نے بھی اسکے قیام کے اسباب و علل بیان کرنے کی بجائے انہیں "کانگریسی رھنماؤں کی گاڑیاں گھسیٹنے والے" کہہ کر دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ انکے وجود کو آغاز ہی سے مسلمانوں کے لیے مہلک قرار دیکر تاریخ کو مسخ کرنے کی سعی نامشکور کی ہے۔ یہ صحیح ہے وہ اپنی الگ الگ دیانتدارانہ رائے رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے تشکیل پاکستان کی تحریک میں شامل نہ ہو سکے۔ انکی رائے درست تھی یا نادرست اسکا فیصلہ تاریخ کر رہی ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس قضیے کا قادیانیت شکن تحریک سے کیا جوڑ میل۔ سچ تو یہ ہے کہ احرار کے اکابر و اصاغر انتہائی ایثار پیشہ، شیرانِ وغا، جدوجہد کے معنی، جرّی قوی الایمان، اخلاص و محبت کا پیکر، زندہ دلی کا مجسمہ، مسکراہٹوں کا فلک بوس انبار اور انجمنِ ہزار داستان تھے۔ سامراج دشمی انکے رگ و پے میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ رسن و دار سے کھیلنا قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا وہ استخلاصِ وطن کے راستے کا لازمہ سمجھتے تھے اور اک گونہ اعزاز بھی۔ تاج برطانیہ کی جفائیں گواہ ہیں احرار کی وفاؤں میں کبھی دراڑیں نہیں پڑیں۔ لیلائے حریت کے یہ متوالے جن راہوں سے گذرے انہیں خار و گل بھی ملے، ظلمتِ شب تار سے بھی سامنا ہوا، جور و ستم کی کٹھنائیاں بھی دیکھیں مگر ایک دوسرے کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑا۔ عظیم مقاصد سے ہم آہنگی نے ان میں شیفتگی اور وارفتگی کی ایسی انمٹ کیفیات پیدا کردی تھیں کہ وہ پوری قوت کے ساتھ عالمی استعمار سے پنجہ آزما ہوئے اور "قیصرِ ہند" کے بُت کو زمین بوس کر دیا۔ یہ استفسار تو آپ داعیانِ پاکستان سے کریں کہ انہوں نے کس سے آزادی حاصل کی۔ متعصب و فریب کار بنیئے سے۔ برطانوی سامراج سے یا پھر دونوں سے۔ ماضی قریب کی تاریخِ برصغیر کے صفحات ابھی تک خالی ہیں۔ آپ ان میں رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔

رہی یہ بات کہ کس کا وجود مہلک ہے؟ آئیے آئینہ دیکھیئے۔ احرار تو اختلاف رائے کے باعث تادم تحریر معتوب ٹھہرے۔ حالانکہ رائج الوقت جمہوریت کے اصولوں کے تحت انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ گناہ تو یہ تھا کہ تشکیل پاکستان کے بعد وہ کوئی تخریبی کارروائی کرتے۔ امت مسلمہ کے اجتماعی مفادات سے غداری کرتے، وطن دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتے۔ دین دشمنوں سے محبت و رأفت کی پینگیں بڑھاتے۔ لیکن انکا آج دن تک کا طرزِ عمل ان مغلظ آلودگیوں سے پاک ہے۔ دوسری طرف آپ اور آپ کی "تحریکِ احمدیت" کا وجود پورے عالم

اسلام میں ہر جگہ اپنی دعوت فکر و عمل اور مختلف نوعی روابط کے باعث حد درجہ نامسعود ثابت ہوا۔ مثلاً
۱۔ سابقہ دور میں آپ کے پیشوا نے حرمت جہاد کا فتویٰ دیکر سلطنت برطانیہ کی ہمنوائی کی اور امت کے اجتماعی اعتقادات کو زک پہنچائی۔
۲۔ ترکی خلافت کے سانحہ ارتحال پر قادیاں میں چراغاں کر کے فرنگی استعمار کی فتح کا جشن منایا گیا۔
۳۔ اس خاندان نے ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی بجائے انگریز کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔
۴۔ تقسیم کے وقت سر ظفراللہ نے باؤنڈری کمیشن میں غدارانہ رول ادا کر کے پاکستان کو کشمیر اور ضلع گورداسپور سے محروم کر دیا۔
۵۔ قیام پاکستان کے بعد آپ اپنے امام کے حکم سے اپنے مردے اماناً چناب نگر (ربوہ) میں دفن کرتے رہے۔ اور کوشاں رہے کہ کسی وقت اکھنڈ بھارت بنے اور ہم ان مردوں کو "بہشتی مقبرہ" میں لے جائیں۔
۶۔ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ کے مطابق مرزا قادیانی کے پوتے مسٹر ایم۔ ایم احمد نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی مکمل منصوبہ بندی کی اور صدر مملکت کو قائل کیا کہ اس حصے کا مغربی حصے سے الگ ہو جانا ہی پاکستان کے استحکام کی علامت ہے۔ یاد رہے صدر یحییٰ خان کے ساتھ ایم ایم احمد صاحب بھی مجیب الرحمن سے ملنے ڈھاکہ گئے۔ وہاں پر اسرار سرگرمیوں میں مصروف رہے جن پر مشرقی پاکستانیوں نے بھرپور احتجاج بھی کیا تھا۔ یہ خبر "نوائے وقت" میں شائع ہوئی تھی اور سرکاری ریکارڈ بھی گواہ ہے۔
۷۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کے ہفت روزہ "تکبیر" بعد ازاں دیگر قومی اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی کہ مقبوضہ کشمیر میں ایک بہت بڑے آپریشن کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ حکومت ہند کی درخواست پر اسرائیل سے "موساد" کے تربیت یافتہ کمانڈوز پہنچ گئے جو بھارتی فوج، "را" اور قادیانی تنظیم "انصاراللہ" کے ساتھ مل کر کشمیری راہنماؤں کو قتل کریں گے، مجاہدین آزادی کے خفیہ ٹھکانوں کے اتہ پتہ معلوم کرینگے۔ کیونکہ بھارت چاہتا ہے کہ مجاہدین کا صفایا کر کے مقبوضہ وادی کی آزادی کیلئے سرگرم سفر لوگوں کو نابود کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں نامزد شخصیات کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے کیلئے بھرپور کارروائیاں کی جائیں۔ ان خدمات کیلئے پہلی قسط بیس کروڑ روپے ادا کر دیئے گئے ہیں جو لندن میں مقیم ایک قادیانی کشمیری رانا رحیم اللہ لاہوری نے وصول کئے۔ یاد رہے رحیم اللہ تنظیم انصاراللہ کا اہم سالار ہے۔ کارروائیوں کی مکمل مانیٹرنگ کیلئے متعلقہ حکام ذاکر نگر نئی دہلی کے بنگلہ نمبر ۱۰۸ راجیش روڈ پر اداکار (ایم ایل اے) راجیش کھنہ کے ہاں مقیم ہیں۔

کہئیے کس کا وجود امت مسلمہ کیلئے مہلک، نامسعید اور ناسور ہے۔ کسی سامراج دشمن کا یا سامراج پرست کا؟
نکتہ آخر نمبر ۱۰: آپ نے مرزا صاحب کو سامراج دشمن ثابت کرنے کیلئے کسی "ملٹری گزٹ لاہور" کا ذکر کیا ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس سال مہینے میں یہ گزٹ شائع ہوا۔ اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے کا حال ہے۔ کوئی سیاق و سباق نہیں۔ کوئی نشاندہی نہیں یہ حوالہ کہاں ہے۔ کس رسالے، اخبار یا کتاب میں شائع ہوا۔ یہ آپ کے ذمہ ہے۔ سلسلۂ مضامین کا سرنانواں بھی درست نہیں "تعصب کے اندھیروں سے حقیقت کے اجالوں تک" کی بجائے "ظلمتِ کذب سے عظمتِ صدق تک" ہونا چاہیئے۔

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا احمد سعید دہلویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیت علماءِ ہند کے ناظم اعلیٰ رہے، آپ خطابت کے عناصر اربعہ میں سے ایک تھے، کشف الرحمٰن کے نام سے بامحاورہ اردو میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی، ساری زندگی آزادیٔ ہند کے لئے انگریزوں کے خلاف جہاد میں گزار دی، اس میں نہ بکے اور نہ جھکے، ذیل میں آپ کی ایک تقریر جو مجلس احرار اسلام ہند کی دعوت پر آپ نے سیالکوٹ میں فرمائی، پیش کی جارہی ہے جو علوم و معارف کا سیلِ رواں ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار اسلام کو خراجِ تحسین بھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرما کر ان کے لئے کفارۂ سیئات بنائیں۔ (آمین)

حضرات! سیالکوٹ کی تقریر کے بعد سے آج تک آواز مجروح ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ تک اپنی آواز پہنچا سکوں۔ اگر آپ حضرات خاموشی کے ساتھ سنتے رہے تو مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ میں آپ تک اپنی آواز کے پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جناب صدر! میں تو پنجاب میں اس لئے آیا تھا کہ سیالکوٹ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس سے لوگوں کو مطلع کروں اور پنجاب کے مسلمانوں سے کہہ دوں کہ قومیں روز روز زندہ نہیں ہوا کرتیں۔ یہ وقت ہے اگر پنجاب کے مسلمان منظم ہو سکتے ہیں تو اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا نہ معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ میں تو مباہلہ کانفرنس میں بھی اسی ایک خیال کو لے کر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں آکر کچھ رنگ ہی اور دیکھا یہاں بقول مولانا ثناء اللہ صاحب، نبوت تقسیم ہو رہی ہے اور وہ نبوت بھی کس کو دی جارہی ہے؟ مرزا غلام احمد (قادیانی) کو، بھلا صاحب ہماری یہاں کیسے گزر ہو سکتی ہے؟ کیا نبوت بھی کسی کو دی جا سکتی ہے اور وہ بھی جناب ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد؟ یہاں تو عقیدہ یہ ہے۔

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

یا ایک اور فارسی کے شاعر نے کہا ہے

پارہ ہائے دل صد پارہ بہم مے سازم
چوں شنیدم کہ سگ کوئے تو مہماں شدنی

ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں، وہ قریب ہیں ہم بعید ہیں۔

دہلی کی مثل:

حضرات! دہلی والے کہتے ہیں کہ دور کا بیٹا، بیٹی اور پاس کا کتنا بھی برابر نہیں ہوتا۔ مدینہ منورہ کی گلیوں کے کتوں

کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدینہ کے کتے ہیں اور ہم اس شرف قرب سے محروم ہیں۔ دہلی کے ایک بزرگ مولانا پہدار خان صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا تھا:

"یہ قبر مسجد نبوی کے احاطہ کے باہر ہے، لیکن گنبد خضرا میں آرام کرنے والوں کے بائیں جانب کی جو دیوار ہے اس کے نیچے ہی یہ قبر تھی۔ اس قبر کے سرہانے ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا: ثلثۃ رابعھم کلبھم"۔

اللہ بخشے مولانا پہدار خان صاحب کا وعظ سنا ہے۔ یہ بزرگ مولانا قطب الدین خان صاحب دہلوی کے شاگرد تھے، ان کو وفات پائے بھی تیس سال سے زیادہ گزرے، یہ کہا کرتے تھے، اس قبر کو دیکھ کر تمنا ہوئی تھی کہ میں یہاں مدفون ہوتا۔

بھائیو! یہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا کتا بننے کی تمنا ہے، اگر سرکار اپنا کتا فرمادیں تو ہمارے نزدیک دونوں جہاں کی نعمتوں سے بہتر ہے، لیکن ایک غلام احمد (قادیانی) کا دل گردہ ہے کہ وہ نبی بننا چاہتا ہے۔

شیطان اور فرعون کا قصہ:

میں نے قصص کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے فرعون سے ملاقات کر کے کہا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، میں تو ہزاروں برس سے بندہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن حضرت حق مجھ کو اپنا بندہ کہنے کو تیار نہیں۔ بھلا تیرے اس دعوے کو کیسے قبول فرماسکتے ہیں؟ فرعون اس پر کچھ شرمندہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اپنے دعویٰ کو واپس لے لے، لیکن شیطان نے پھر یہ کہہ کر جمادیا کہ اب جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا، اب اپنے دعوے سے رجوع کرنا اور زیادہ بے عزتی کی بات ہوگی، ہم اپنے کو کتا کہلوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ دربار رسالت سے سگ درگاہ کا لقب بھی ملتا ہے یا نہیں؟ لیکن غلام احمد اپنے کو نبی کہلوانا چاہتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

نبوت کا دعویٰ خاتم المرسلین کی توہین:

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ دنیا ابتدائے آفرینش سے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے، جس طرح مادی ترقی ہو رہی ہے، اسی طرح روحانی ہدایت بھی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی کر رہی ہے، اس آخری دور میں مادیت اپنی انتہائی منزل پر پہنچنے والی تھی، اسی لئے آخر زمانہ میں اس پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا گیا جو تمام روحانی قوتوں کا مالک تھا، سب سے آخر میں سب سے بڑا نجیسر آیا کرتا ہے، برادری میں کوئی روٹھ جائے تو سب سے بڑے کو آخر میں منانے کے لئے بھیج کر یہی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ان سے بڑا کوئی نہیں۔ ان کے بعد یا شفا ہے یا موت۔ تعمیر کی تکمیل ہے یا بربادی ان کے بعد روٹھے ہوؤں کو من جانا ہے یا ہمیشہ کے لئے برادری سے خارج ہو جانا، ان کی شخصیت ابراہیم اور سلیمان علیہ السلام جیسی نہیں ہے، یہ تو آخری پیام ہیں جو قبول کرتا ہے، قبول کرے ورنہ جہنم کا راستہ اختیار کرے، ان کے بعد کسی حیثیت سے بھی نبی کا آنا ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

غلام احمد نے اسلام کی بنیادیں ہلادیں:

حضرات! مرزا صاحب علیہ ما علیہ نے ایسا اقدام کیا ہے جس سے اسلام کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ لوگ ولی بنے،

غوث بنے، قطب اور ابدال بنے لیکن آج تک کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ نبوت کا تصور بھی کرتا۔ ختم نبوت پر اتنے صریح اور واضح دلائل موجود تھے کہ کسی کذاب سے کذاب کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا کرتا مگر غلام احمد اور اس کے "سعادت مند برخوردار" کی حیرت انگیز جرأت ملاحظہ کیجئے کہ ان کو لفظ نبی اور رسول کا استعمال کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی، تمام اصطلاحیں وہی استعمال کر رہے ہیں جو حضور کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے زمانہ میں بولی جاتی تھیں، مثلاً صحابی، عشرہ مبشرہ، مدینۃ المسیح وغیرہ وغیرہ۔

چونی بھی کھے مجھے گھی سے کھاؤ:

اور تو اور وہ مرزا صاحب کی بیوی کا قصہ سنئے۔ مرزا صاحب کو دہلی کی لڑکی بیاہی ہوئی تھی، یہ لڑکی خواجہ میر درد کے گھرانے کی ہے اور میرے محلے کی ہے، اب تک میرے مکان کے قریب بارہ دری میر درد کے نام سے گلی مشہور ہے، یہ لڑکی بارہ دری کی تھی جو ایک دفعہ اپنے میکے گئی اور جہاں تک مجھے یاد ہے مرزا صاحب کے مرنے کے بعد کا واقعہ ہے جب بیگم صاحبہ دہلی گئیں تو پاس پڑوس کی عورتیں ملنے آئیں، کسی نے کہا کہو بوا اچھی ہو؟ مرزا صاحب کیسے بیمار ہوئے تھے؟ تمہاری سوکن کا کیا حال ہے؟ کسی نے بیگم کہا کسی نے نام لیا، کسی نے مرزا کی دلہن کہا، جب یہ عورتیں ان کو خطاب کر رہی تھیں تو ایک دفعہ ہی بیگم صاحبہ بولیں مجھے ام المؤمنین کہو، اگر ام المؤمنین نہ کہو گی تو گناہ گار ہو گی۔ اول اول تو دہلی کی عورتیں سمجھی نہیں کہ ام المؤمنین کیا ہے، کسی نے پوچھا کہ یہ کوئی پنجابی بولی ہے؟ کسی نے کہا کیا قادیان میں دلہنوں کو ام المؤمنین کہا کرتے ہیں؟ جب عورتوں نے زیادہ اصرار کیا کہ اچھی یہ ام المؤمنین کیا ہے؟ تو مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ اس کی تشریح کرنے بیٹھیں کہ بوا یہ نبی کی بیوی کا لقب ہوتا ہے جیسے وہ اللہ کے نبی تھے نا، میں ان کے نکاح میں گئی تو میں ام المؤمنین ہوئی۔ عورتیں پھر بھی نہ سمجھیں کہ کون نبی؟ آخر مزید گفت و شنید کے بعد عورتوں کی سمجھ میں آیا کہ یہ اپنے خاوند کو اللہ کا رسول کہتی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی نئے نبی کا نام لیتی ہے اور اپنے کو ازواج مطہرات میں سے شمار کرتی ہے، پھر تو عورتوں نے ان بیگم صاحبہ کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ خدا کی پناہ، سینکڑوں گالیاں تو انہوں نے مرزا صاحب کو سنائیں اور ان سے کہا بوا! یہ باتیں جا کر قادیان میں کرنا، بارہ دری میں اس قسم کا کفر بکا تو چوٹی کا ایک ایک بال الگ کر دیا جائے گا۔ بھائیو! خلیفہ اول و دوم کی اصلاح سے تو زیادہ تعجب انگیز یہ چیز ہے کہ مرزا کی عورتیں اپنے کو ام المؤمنین کہلاتی ہیں۔

تیر بر معصوم مے بارو خبیث بد گہر

آسمان رامے زد گر سنگ بارد بر زمین

اس بد قسمت گروہ نے نبوت کو کس قدر ذلیل کیا ہے اور کیسا غلط دروازہ کھولا ہے کہ جس کا انسداد قیامت تک ملت اسلامیہ کے لئے مشکل ہو گیا ہے، گویا معاذاللہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جس کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

سیاسی نقصان:

خیر حضرات! میں نے عرض کیا تھا کہ میں تو ان ہفوات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ مجھے ان باتوں سے

کوئی دلچسپی ہے۔ اگر آپ اس گروہ کو فنا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اسباب پیدا کیجئے، اچھے ہوشیار مبلغین کی خدمات حاصل کیجئے، پورے طور پر پروپیگنڈہ کیجئے، خدا کی امداد آپ کے ساتھ ہو گی۔ باطل کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، مرزا کی موت اور وہ بھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک عبرت انگیز چیز ہے جس نے باطل کے قلعہ کو تو مسمار کر دیا ہے اب جو کچھ رہ گیا ہے وہ غلط بنیادوں پر کچی عمارت ہے۔ اب دلائل کا جہاں تک تعلق ہے مرزا کی مرزائی ختم ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ ہو رہا ہے وہ گورنمنٹ کے سہارے ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے عہدے ان کو گورنمنٹ دے رہی ہے اور اپنے ماتحتوں کو اپنے اثر سے قادیانی بنا رہی ہے۔ خود دہلی میں ایسے بکثرت واقعات ہیں کہ لوگوں نے محض اپنے اغراض کے لئے قادیانیت کو قبول کیا ہے، قادیانی بن کر مقدمات میں کامیابی حاصل کی ہے، قادیانی بن کر ملازمت حاصل کی ہے، یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ دیرپا نہیں ہے۔

حضرات! جس طرح یہ فرقہ مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کا دشمن ہے اسی طرح سیاسی حیثیت سے بھی اس کا وجود سخت نقصان دہ ہے۔ انگریزوں کے وفادار اور بھی بہت ہیں۔ ہندوستان میں غداران وطن اور حکومت کے خوشامدیوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ ایک سے ایک ملت فروش پڑا ہوا ہے، لیکن آج تک بیعت کی شرط کسی نے نہیں لگائی کہ حکومت کی وفاداری میری بیعت کی شرط ہے۔ کسی نے آج تک الماریاں کی الماریاں ایسی تصنیف سے نہیں بھریں جس میں حکومت کی وفاداری کا درس دیا گیا ہو۔ ان ظالموں نے تو گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اپنے مطلب کے لئے سب وفاداری کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک تو مسیح موعود پر ایمان لانے کی شرط ہی یہ ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری کا اعتراف و اقرار کرو، یہ تو ایمان کے پردے میں اینگلوانڈین بناتے ہیں۔ انگریز کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ احمدیہ (قادیانی) انگریز کے جاں نثار ہیں۔ آج یہ کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی میں اٹھے ہیں۔ لیکن ان کو مسلمانوں کی ہمدردی سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، یہ مسلمان کو مسلمان تو سمجھتے ہی نہیں یہ کمبخت ان سے ہمدردی کیا کریں گے؟ میں نے سیالکوٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ان انگریزی نبوت پر ایمان لانے والوں سے دریافت کرو کہ مظلومین پشاور کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے؟ اس وقت مرزا محمود خلیفہ ثانی کہاں تشریف لے گئے تھے؟ یہ برطانوی نبی کے برطانوی خلیفہ اور انگریز روحانیت کے تاجدار پشاور کی گولیوں کے وقت کیا عالم ملکوت میں تشریف فرماتے تھے؟

کشمیری مظالم:

حضرات! اس سے انکار نہیں کہ کشمیری مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہوئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب ہو رہا ہے۔ آج کسی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ طرز حکومت بدل رہا ہے، ہر شخص آزادی کا خواہشمند ہے، یہ میں نہیں کہتا کہ یہ جذبہ غلط ہے یا صحیح؟ بہرحال دنیا کی تمام قوموں میں یہ جذبہ موجود ہے، آج تو وہ زمانہ ہے کہ عرب کے مسلمان مصطفیٰ کمال کی سیادت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، حالانکہ کمال کے باپ دادا نے صدہا برس حرمین کی جاروب کشی کی ہے، میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ آزادی کا جذبہ جانوروں تک میں موجود ہے۔ آپ ایک جانور کو پنجرے میں بند کر کے دیکھ لیجئے، چونچیں مار مار کر اپنے سر کو زخمی کر لے گا، جب یہ آزادی کا جذبہ جانوروں میں کارفرما ہے تو پھر انسان کا کیا کہنا ہے؟ میں کشمیری مسلمانوں کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ وہ ڈوگرہ شاہی کی حکومت قبول کرنے کو آمادہ نہیں ہیں، اگر ہمیں اس جذبے سے اتفاق نہ ہوتا تو

آج احرار اسلام کے ارکان کیوں کشمیری مسلمانوں کی حمایت کرتے اور کیوں بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں؟

مجلس احرار اسلام پنجاب:

معزز دوستو! آپ کی مجلس نے اس وقت جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی، اگر احرار درمیان میں نہ آجاتے تو قادیانی پارٹی نے ریاست کشمیر اور مسلمانان کشمیر کو کبھی کا ختم کر دیا ہوتا۔ قادیانی جماعت کا آنا مسلمانوں کی صحیح خدمت کرنا نہیں بلکہ ان کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ کشمیر پر انگریزوں کا قبضہ کرا دیں اور وہاں کے مسلمانوں کو انگریزی نبی کا حلقہ بگوش بنادیں تاکہ آئندہ ہندوستان میں ایک قادیانی ریاست قائم ہو سکے لیکن احرار کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان رکھا جائے اور ان کو مہاراجہ کشمیر کی مطلق العنانی اور اندھیر نگری سے نجات دلادی جائے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر احرار کے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کر لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وقت نازک آرہا ہے، ہندوستان کے ذرے ذرے اور کونے کونے سے انقلاب کی آوازیں بلند ہورہی ہیں، اگر پنجاب کا مسلمان زندہ ہوا ہے تو اس کی زندگی سے فائدہ اٹھالو۔

جہلم میں سرفروشوں کا اجتماع:

مسلمان جب اٹھتا ہے تو سرفروشی کرتا ہوا اٹھتا ہے، مجلس احرار نے سرفروشی کر کے ہزاروں سرفروشوں کی تعداد پیدا کر دی ہے۔ کشمیر کے مہاراجہ سمجھتے تھے کہ کسی بے گناہ کے خون سے کھیلنا آسان ہے، وہ مرزا محمود کی طاقت کو جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ بہت سے بہت یہ ہوگا کہ خلیفہ قادیان کوئی پیشگوئی کردیں گے یا اپنے باوا کا کوئی الہام شائع کردیں گے جیسے روس اور افغانستان کے انقلاب پر ان کا طرز عمل رہا ہے، لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کا خون پنجاب کے گلی کوچوں میں ہزاروں سرفروش پیدا کردے گا، یتیموں کی آہیں اور بیواؤں کی صدائیں پنجاب کے ہر شہر اور قصبے میں آفت ڈھادیں گی۔

من قاش فروشی دل صد پارہ خویشم:

جہلم کے سرفروشوں نے مجھے بھی دعوتی خط بھیجا ہے، پنجاب کے پچاس ہزار سرفروش جمع ہورہے ہیں۔ بھائیو! میں تو اس دعوت نامہ کو پڑھ کر گھبرا گیا، میں نے ان کو لکھا کہ میں جہلم نہیں آسکتا، وہاں تو وہی شخص آ سکتا ہے جو سرفروش ہو، میں تو دل فروش ہوں، اگر کوئی دل فروشوں کا اجتماع ہو تو فقیر کو بھی یاد کر لینا۔

صاحبو! خدا کا شکر ہے کہ برسوں کے بعد سرفروشی کا لفظ تو سننے میں آیا اگرچہ قبل از وقت ہے۔ زندگی اور حیات کے شوق میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا کہ پھر کچھ دنوں کے لئے دھکیل دیئے جاؤ، عدم تشدد پر قائم رہتے ہوئے ہر قدم اٹھانا چاہئے، آہستہ چلنا اس تیز گامی سے بدرجہا بہتر ہے جس میں آدمی لنگڑا ہو کر بیکار ہو جائے، میں مجلس احرار کے ارکان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو منظم کیجئے لیکن کسی دہکتی ہوئی آگ میں نہ کود پڑیئے، کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کے خون کا یہ کچھ کم فائدہ نہیں ہے کہ پنجاب کا مسلمان منظم ہو جائے۔

کشمیری مسلمان کے مطالبات:

معزز حاضرین! مجلس احرار کے معزز ارکان کی سرفروشیوں کا خلاصہ ہے کہ آج کشمیری مسلمانوں کے

مطالبات حکومت کشمیر کے روبرو پیش ہیں۔ آپ کے نزدیک مطالبات بہت نرم ہیں مگر میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کشمیر منظور کر لے تو بہت ہیں اور اگر نہ مانے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ وفد احرار کے خلاف جو سازشیں ہورہی ہیں، ان سے میں غافل نہیں ہوں، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دفعہ ۱۲۴ اس سازش کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور مرزا محمود کی زندہ کرامت ہے کیونکہ نہ ہو آخر ایک نبی کا بیٹا ہے، خواہ وہ جھوٹے ہی نبی کا سہی۔ لیکن جس کے باپ کی بددعا سے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں، حتیٰ کہ خود بھی اپنی بددعا سے مرا ہو، کیا اس کے بیٹے میں اتنی بھی کرامت نہ ہوگی کہ ایک سید پر اس کی بددعا سے دو مقدمے ۱۲۴ کے چل جائیں اور کیا اس کی بددعا میں اتنا بھی اثر نہ ہوگا کہ وفد احرار کو کشمیر سے رخصت کر دیا جائے اور معاملہ گورنمنٹی وفد سے کیا جائے۔

دکھ بھریں بی فاختہ، کوے انڈے کھائیں:

پیٹے جائیں احراری، نیزے کھائیں احراری، ڈوگروں کی ٹھوکریں کھائیں احراری، غرض ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تو احراری لیکن مصالحت و مفاہمت کے ذمہ دار قادیانی، گورنمنٹ کی ہمدردی کے مستحق

قادیانی، ملازمت اور وزارت کے حقدار قادیانی!

حضرات! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اس پر بھی احراریوں کو تعجب نہ ہونا چاہیے، شیر کا پس خوردہ ہمیشہ گیدڑ اور لومڑیاں ہی کھایا کرتی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کو حقوق مل جائیں، ان کے مطالبات پورے ہو جائیں، ان کو ذمہ داری اسمبلی مل جائے، اس سلسلے میں اگر مرزا محمود اور ان کی حمایتی گورنمنٹ کا بھی کچھ مقصد پورا ہوتا ہو تو ہو جائے ہم کیا کریں؟ اس کی ذمہ داری حکومت کشمیر پر اور ہندو اخبارات ہی پر عائد ہوتی ہے۔ احراری اس کے ذمہ دار نہیں ہیں، اگر مہاراجہ اس معاملے کو طول نہ دیتے تو یہ نوبت کیوں آتی؟ اگر ابتداء ہی میں مسلم رعایا کو خوش کر دیتے یا پنجاب کے ہندو اخبارات کو غلط امیدیں نہ دلاتے یا ایک اور بزرگ کی آرزو پوری کر دیتے تو شاید یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔ بہرحال اب مطالبات پیش ہو چکے ہیں اور دیکھنا ہے کہ مہاراجہ کا حسنِ تدبر کہاں تک ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

کانگریس کے مخالف اور کشمیر کے حامی:

حضرات! اس سلسلے میں مجھے ایک دلچسپ سوال بھی کرنا ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کشمیر میں جو جھگڑا ہو رہا ہے وہ حقوق کا ہے، وہاں کی رعایا اپنی حکومت سے حقوق طلب کر رہی ہے۔ وہاں کوئی فرقہ وارانہ جھگڑا نہیں ہے، اس حقوق طلبی کا احساس خواہ باہر کے لوگوں نے پیدا کیا ہو یا خود وہاں کی مظلوم رعایا کے قلوب میں روز بروز کے مظالم سے تنگ آکر بیدار ہوا ہو۔ بہرحال جھگڑا حقوق کا ہے، حکومت ڈوگروں کی ہے اور رعایا کی اکثریت مسلمانوں کی ہے، بالکل کشمیر کے مسلمانوں کی وہی پوزیشن ہے جو برطانوی حکومت میں انڈین نیشنل کانگریس کی ہے۔ کانگریس بھی انگریزوں سے ذمہ داری حکومت کا مطالبہ کرتی ہے، انگریز حکومت پس و پیش کرتی ہے۔ کانگریس سول نافرمانی کرتی ہے، حکومت گرفتار کرتی ہے، لاٹھیاں مارتی ہے، پشاور میں سینکڑوں بے گناہوں کو گولی کا نشانہ بنا دیتی ہے، عورتوں کا جلوس نکلتا ہے تو پولیس گرفتار کرتی ہے، دو چار واقعات لاٹھی چارج کے بھی ہوئے ہیں جن میں عورتوں کو تکلیف پہنچائی گئی لیکن یہی لوگ جو آج کشمیری مسلمانوں، کی حمایت کر رہے ہیں کانگریس کی

مخالفت کرتے ہیں، عورتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، پولیس کی امداد کرتے ہیں، ہڑتال ہوتی ہے تو یہ لوگ دکانیں کھولے بیٹھے رہتے ہیں، جن لوگوں نے ہندو عورتوں کا مذاق اڑایا میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان مسلم خواتین کے متعلق جناب کا فتویٰ کیا ہے؟ جو کشمیر میں جلوس بنا کر نکلیں، جو لوگ باوجود اس ظلم و ستم کے حکومت کشمیر کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے متعلق تو آپ کی رائے ظاہر ہے؟ لیکن جو لوگ گول میز کانفرنس میں جا کر حکومت کی حمایت کر رہے ہیں ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف مسلمانان کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جارہی ہے اور دوسری طرف اپنی آزادی کے مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔

حضرات! مجھے تو ان لوگوں پر سخت حیرت ہے، میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر ان حضرات کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے اور ان کی دیانت کا کس طرح یقین کیا جائے جو آج کشمیر کے معاملے میں تو پیش پیش ہیں لیکن کانگریس کے معاملہ میں گالیاں دے رہے تھے؟ اگر کشمیر کی رعایا کو یہ فطری حق ہے کہ وہ ایک مستبد حکومت سے آزادی حاصل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی موافقت نہ کی جائے اور اس میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ بہرحال میں خوش ہوں کہ آزادی کے دشمنوں کو آزادی کا خیال تو آیا جو آج کشمیر کے لئے آزادی طلب کر رہے ہیں۔ شاید کل ہندوستان کی حمایت میں بھی آواز بلند کریں۔ (ماخوذ تقاریر مولانا احمد سعید دہلویؒ)

مکتبہ احرار لاہور کے نئے پیشکشے

خطیب الامت بطلِ حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات

حیات امیر شریعت

مؤلف: جانباز مرزا

قیمت: =/150 روپے

ملی و دینی خدمات جہد و ایثار
اور عزیمت و استقلال کا عظیم مرقع
نیا ایڈیشن، رنگین اور دیدہ زیب سرورق
کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے
یکسر مختلف اور منفرد

ملنے کا پتہ

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
مکتبہ احرار ۶۹۔ سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

محمد عطاء اللہ صدیقی　　آخری قسط

غیرت کا قتل..... تہذیبی، قانونی اور اسلامی اقدار کی روشنی میں

پاکستان کے مجموعہ تعزیرات کے مطابق بھی عزت کے قتل اور فوری اشتعال کے نتیجہ میں کئے جانے والے قتل کو "قتل عمد" کی بجائے "قتل خطا" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ۱۸۶۰ء سے لے کر اب تک ان قوانین کی تعبیر و تشریح اور اطلاق میں تسلسل پایا جاتا ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے سینکڑوں فیصلہ جات ریکارڈ پر ہیں جس میں غیرت کے قتل کو "قتل عمد" نہیں سمجھا گیا۔ ان فیصلہ جات میں سے ایک فیصلہ جو ۲۶ نومبر ۱۹۹۷ء کے اخبارات میں رپورٹ ہوا، ملاحظہ فرمایئے:

"عدالت عالیہ لاہور کے مسٹر جسٹس خالد رانجھا اور مسٹر جسٹس افتخار چودھری نے ایک شخص، صاحب، کی سزائے موت ختم کر کے اسے مقتول کے ورثا کو دیت کی رقم ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے قرار دیا ہے کہ قصاص و دیت آرڈیننس کے تحت بھی ایسا قتل جو کسی منصوبہ بندی کی بنا پر نہ ہوا ہو اور جس میں غیرت کا معاملہ شامل ہو، "قتل عمد" قرار نہیں پائے گا اور قاتل کو قتل خطا کے جرم کے تحت سزا دی جائے گی۔ ایڈووکیٹ سردار لطیف کھوسہ نے عدالت کو بتایا کہ ملزم صاحب نے ایک شخص ملازم حسین کو اپنے گھر کے سامنے پیشاب کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ اس سے بے پردگی ہوتی ہے جس پر اس شخص نے کان نہ دھرا...... ملزم نے فوری اشتعال کے تحت درانتی سے وار کیا، ایک وار سے ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔ یہ قتل عمد نہیں ہے۔ اس لئے اس کی سزا معاف کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا جائے۔ عدالت عالیہ نے قرار دیا ہے کہ فوری اشتعال اور غیرت کے مسئلہ پر قتل قصاص و دیت آرڈیننس کے تحت بھی قتل عمد شمار نہیں ہو گا۔ عدالت نے ملزم کو دیت ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے بری کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں" (روزنامہ "خبریں" "نوائے وقت" لاہور)

راقم الحروف نے مندرجہ بالا فیصلہ کا انتخاب دو وجوہات کی بنا پر کیا ہے۔ اولاً یہ کہ ملزم کے فوری اشتعال کا باعث مقتول کی طرف سے اپنے گھر کے سامنے پیشاب کرنے پر اصرار تھا، یہ عمل خواتین کی عملاً بے آبروئی سے کہیں کمتر درجہ کا ہے۔ اگر محض گھر کے سامنے پیشاب کرنے والے شخص کے قتل کو قتل خطا قرار دیا جاتا ہے تو وہ شخص جو کسی غیر مرد کو اپنی کسی عزیزہ کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھ کر اسے قتل کر دیتا ہے، قتل خطا کی سزا کا کہیں زیادہ مستحق ہے۔ ثانیاً، یہ فیصلہ لاہور ہائیکورٹ کے جس ڈویژن بنچ نے دیا، اس میں جناب خالد رانجھا صاحب بھی شامل تھے، جو مختصر مدت کے لئے جج کے عہدہ پر فائز رہے۔ یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ جب مارچ ۱۹۹۹ء کے پہلے ہفتے کے دوران لاہور ہائیکورٹ نے غیرت کے مسئلہ میں ایک باپ کو اپنی بیٹی کے قتل کرنے کے جرم میں بری کرنے کا فیصلہ سنایا تو یہی خالد رانجھا صاحب، جو آج کل دوبارہ وکالت کر رہے ہیں، موجود تھے۔ جنہوں نے عاصمہ جہانگیر کے ساتھ ایک مشترکہ بیان میں لاہور ہائیکورٹ کے اس فیصلہ کو "قتل کا لائسنس" قرار دیا۔ انسانی حقوق کی نام نہاد علمبردار عاصمہ جہانگیر جو خالد رانجھا صاحب کے مذکورہ فیصلہ پر خاموش رہیں، تازہ ترین فیصلہ کے خلاف سراپا احتجاج بن گئیں۔ عاصمہ جہانگیر کے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیرت کے مسئلے پر اگر

مقتول مرد ہو اور اس کے قاتل کو بری کر دیا جائے تو اس پر بہ ظاہر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا، البتہ اگر مقتولہ کوئی فیشن ایبل خاتون ہو تو یہ ایسا معاملہ ہے جس کیلئے آسمان سر پر اٹھا دیا جاتا ہے۔

عاصمہ جہانگر اور اس کی حوالی موالی بیگمات کا یہ دعویٰ بھی خلاف حقیقت ہے کہ غیرت کے نام پر تمام جرائم صرف عورتوں کے خلاف جرائم ہیں۔ عاصمہ جہانگیر کا انسانی حقوق کمیشن محض مقتولہ عورتوں کے اعداد و شمار جمع کرنے میں ہی دلچسپی لیتا ہے ورنہ عام مشاہدہ اور اخباری رپورٹیں یہی بتاتی ہیں کہ غیرت کے نام پر قتل ہونے والوں میں مردوں کا تناسب عورتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ مقتول مردوں کی اچھی خاصی تعداد تو وہ ہوتی ہے جنہیں محض عورتوں کو چھیڑنے سے منع کرنے پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ قبائلی علاقوں میں بھی غیرت کے نام پر قتل کا زیادہ تر شکار مرد ہی ہوتے ہیں۔ عورتوں کی عزتوں پر حملے کے بہت سے واقعات ایسے ہوتے ہیں جن میں عورت کی رضا کو قطعاً دخل نہیں ہوگا، ایسے معاملات میں عورتوں کو کچھ نہیں کہا جاتا۔

مزید برآں یہاں یہ وضاحت بھی اشد ضروری معلوم ہوتی ہے کہ غیرت کے قتل کے متعلق سزا میں تخفیف یا استثنا کا فائدہ صرف مردوں کو ہی نہیں ملتا، اس سے الزام علیہ عورتیں بھی فائدہ اٹھاتی ہیں۔ ۱۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو ہدایت بی بی نامی ایک عورت نے پشاور میں اپنی عزت کے تحفظ کے لئے اپنے شوہر اور ایک پولیس افسر کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ یہ معروف واقعہ شہ سرخیوں کے ساتھ اخبارات کی زینت بنا رہا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو عدالت نے اس مشہور واردات قتل کا فیصلہ سنایا۔ ۲۶ اکتوبر کے اخبارات نے اسے یوں رپورٹ کیا۔

"عدالت نے عزت بچانے کی خاطر پولیس افسر اور شوہر کو فائرنگ سے ہلاک کرنے والی غریب آباد (پشاور) کی ہدایت بی بی کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے اسے باعزت طور پر رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ فیصلہ میں کہا گیا کہ ایک عورت کے پاس عزت سے بڑی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جب اس کی عزت پر آنچ آ رہی ہو تو پھر وہ اس کے بچاؤ کے لئے ہر اقدام کر سکتی ہے" (جنگ، لاہور)

اس معاملے کو ایک اور پہلو سے بھی دیکھنا مفید ہوگا.... بالفرض غیرت کے قتل کو اگر قتل عمد قرار دے دیا جائے، تو اس کا زیادہ تر نقصان عورتوں کو ہی ہوگا۔ بہت سے مرد سزائے موت کے خوف سے اپنی عورتوں کی حفاظت کے لئے حملہ آور مردوں کو قتل کرنے سے باز رہیں گے جس سے عورتوں کی آبرو پر حملہ کی واردات میں اضافہ ہونے کا امکان بڑھ جائے گا۔ ہدایت بی بی جیسی بہت سی عورتیں جو اپنی آبرو کی حفاظت کی خاطر حملہ آور مردوں کو قتل کر دیتی ہیں، وہ بھی اس رعایت سے محروم رہیں گی.... عاصمہ جہانگیر نے ہدایت بی بی کے اس جرأت مندانہ اقدام کو سراہا، نہ ہی اس کے باعزت رہا ہونے پر کوئی اعتراض کیا۔ ہدایت بی بی جیسی غیور، اسلامی مزاج رکھنے والی غریب عورتیں انسانی حقوق کمیشن کی توجہ کی مستحق کم ہی سمجھی جاتی ہیں۔ اس کمیشن نے تو صرف گھر سے فرار ہونے والی آبرو باختہ لڑکیوں کے حقوق کا مغرب سے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

عاصمہ جہانگیر کا نام نہاد انسانی حقوق کمیشن پاکستان کے اندرونی سندھ اور جنوبی پنجاب کے بعض قبائلی علاقوں کے متعلق "کاروکاری" کے واقعات کے متعلق مبالغہ آمیز اعداد و شمار شائع کرتا رہتا ہے۔ ان کی رپورٹ پڑھ کر تو گماں گزرتا ہے گویا کاروکاری کے واقعات ایک دن میں کئی کئی مرتبہ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اکا دکا واقعہ کو تشہیر دے کر عاصمہ جہانگیر پاکستان کو بدنام کرنے کی مہم چلا رہی ہیں۔ "کارو کاری" کو ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے قبائل علاقوں میں کالا کالی کی رسم کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ماضی میں ان علاقوں کی عورت اور مرد کو بدکاری کرتے ہوئے رنگے ہاتھ پکڑ لیا جاتا، تو عورت کا خاندان اسے "کالی" قرار دے کر قتل کر دیتا اور مجرم مرد کے خاندان سے مطالبہ کیا جاتا کہ وہ اسے "کالا" قرار دے کر قتل کر دے۔ اگر وہ اپنے مرد کو قتل نہ کرتے تو عورت کا متاثرہ خاندان موقع پر کر اسے بھی قتل کر دیتا۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں "کالا کالی" کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اندرونِ سندھ میں بھی اس کا تناسب وہ نہیں ہے، جس کا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ کالا کالی، کے حق میں اور مخالفت میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ یہ رسم محض عورتوں کے خلاف نہیں ہے، مردوں کو بھی اس قبائلی سزا سے گزرنا پڑتا ہے۔ دراصل بعض قبائل نے بدکاری کی لعنت کے خاتمہ کے لئے صدیوں سے اس سزا کے رواج کو برقرار رکھا ہے۔ اس کا اصل جذبہ محرکہ عورت کی آبرو کا تحفظ ہی ہے۔

قبائلی روایات کا یہ خود کار نظام ہے جو پولیس کے بغیر ایسے علاقوں میں اخلاقی جرائم کی روک تھام کے لئے مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

اب آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق اسلامی احکامات کی نوعیت کیا ہے؟

اس میں شک نہیں غیرت کے جوش میں آکر اپنی عورتوں کو قتل کر دینے کا اسلام حکم نہیں دیتا۔ لیکن یاد رہے کہ اسلام حمیت کے جوش میں کئے جانےوالے قتل اور قتلِ عمد میں فرق روا رکھتا ہے۔ اسلامی فقہا کی عظیم اکثریت غیرت کے فوری اشتعال کے نتیجے میں ہونے والے قتل کو عام قتل کی طرح قابل مواخذہ نہیں سمجھتی......

تمام دنیا میں فوری اشتعال (Sudden Provocation) کے نتیجہ میں کئے جانےوالے جرائم بالخصوص عزت کے جرائم کو بالکل مختلف تناظر میں رکھ کر دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں ایک باپ یا خاوند کو اپنی بیٹی یا بیوی کو قابل اعتراض حالت میں دیکھ کر قتل کیے جانے والے واقعات میں نرم سزا دیتی یا بری کر دیتی ہیں، تو یہ اسلام کے جرم و سزا کے نظام کے عین مطابق ہے۔ ایسے فیصلہ جات کے خلاف NGOs یا عاصمہ جہانگیر کا واویلا بے بنیاد ہے۔

غیرت کے جوش میں آکر اپنی عورتوں کو قتل کر دینے کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران بھی یہ مسئلہ بڑے شدومد سے زیر بحث رہا ہے۔ اسلام نے پاکدامن عورتوں پر بے جا الزام تراشی کرنیوالوں پر حدِ قذف جاری کرنے کا حکم دیا۔ قذف کا مسئلہ عام طور پر دوسری عورتوں کے لیے تھا۔ اچانک یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ ایک خاوند اپنی بیوی کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اس وقت تک آیت لعان ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سورۃ نور آیت نمبر ۱۰ کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"حدِ قذف کا حکم جب نازل ہوا تو لوگوں میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ غیر مرد اور عورت کی بد چلنی دیکھ کر تو

آدمی صبر کر سکتا ہے، گواہ موجود نہ ہوں تو زبان پر قفل چڑھا لے اور معاملے کو نظر انداز کر دے۔ لیکن وہ اگر اپنی بیوی کی بد چلنی دیکھ لے تو کیا کرے؟ قتل کر دے تو الٹا سزا کا مستوجب ہو۔ گواہ ڈھونڈنے جائے تو ان کے آنے تک مجرم کب ٹھہرا رہے گا۔ صبر کرے تو آخر کیسے کرے۔ طلاق دے کر عورت کو رخصت کر سکتا ہے، مگر نہ اس عورت کو کسی قسم کی مادی یا اخلاقی سزا ملی، نہ اس کے آشنا کو۔ اور اگر اسے ناجائز حمل ہو تو غیر کا بچہ الگ گلے پڑا۔ یہ سوال ابتداء تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک فرضی سوال کی حیثیت میں پیش کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میں اگر خدا نخواستہ اپنے گھر میں یہ معاملہ دیکھوں تو گواہوں کی تلاش میں نہیں جاؤں گا بلکہ تلوار سے اسی وقت معاملہ طے کر دوں گا (بخاری و مسلم) لیکن تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ بعض ایسے مقدمات عملاً پیش آ گئے جن میں شوہروں نے عملاً یہ معاملہ دیکھا...... ہلال بن امیہ نے آ کر اپنی بیوی کا معاملہ پیش کیا جسے انہوں نے بچشم خود ملوث دیکھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ثبوت لاؤ، ورنہ تم پر حد قذف جاری ہو گی" صحابہؓ میں اس پر عام پریشانی پھیل گئی۔ اور ہلال نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے! میں بالکل صحیح واقعہ عرض کر رہا ہوں جسے میرے آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا۔ جو میری پیٹھ بچا دے گا اس پر آیت "لعان" نازل ہوئی...... "(بخاری، ابوداؤد)

لعان اسلامی شریعت میں قانونی اصطلاح ہے جس کی روشنی میں الزام لگانے والے خاوند اور الزام علیہ بیوی کو، خدا کو گواہ بنا کر پانچ پانچ مرتبہ اپنی بات کے ثبوت میں قسمیں کھانی پڑتی ہیں۔ اگر دونوں پانچ پانچ قسمیں کھالیں تو ان میں جدائی کرادی جاتی ہے۔ ہلال بن اُمیہ کی بیوی کے معاملہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ اختیار فرمایا تھا۔ تفریق کے بعد وضع حمل کی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ہلال بن امیہ کی بیوی کے وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ اس کے بچہ کی صورت اس شخص سے ملتی تھی جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب ہی فیصلہ نہ کر چکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا"

آیت لعان کے ضمن میں شریعت کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

"جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو بطور خود حد جاری کرنے کا اختیار نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے قتل پر کوئی مواخذہ ہوگا بشرطیکہ اسکی صداقت ثابت ہو جائے۔ امام احمدؒ اور اسحق بن راہویہؒ کہتے ہیں کہ اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔ لعان سے پہلو تہی کرنے والی عورت کے بارے میں ائمہ کی رائے یہ ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔"

اسلام کے نظام عفت و عصمت کا مطالعہ کیا جائے تو اسلامی معاشرے میں غیرت و حمیت کے معاملہ میں جذباتی رد عمل ایک فطری بات نظر آتی ہے۔ خاندانی آبرو کی تلافی یا تباہی کا احساس ایک غیور انسان کو اندر سے ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اگرچہ اس معاملہ میں بھی اسلام کی منشا اور ترجیح عورتوں کے فوری قتل کی بجائے اسلام کے بیان کردہ طریقہ

کار کے مطابق عمل کرنا ہے۔ لیکن جذبات کی شدت میں ہر آدمی سے صبر و تحمل کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ واقعہ افک کے معاملہ میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تقریباً ایک ماہ تک شدید متاثر رہے تھے۔ جب تک کہ آیات برأت نازل نہ ہوئیں حالانکہ آپ کو ان الزامات کے غلط ہونے پر سو فیصد یقین تھا۔ آپ نے صبر و تحمل فرمایا لیکن ایک عام مسلمان کا رویہ بالکل وہی ہوتا ہے جس کا اظہار سعد بن عبادہؓ نے کیا تھا۔ پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کی وارداتوں کا ایک اہم سبب شرعی حدود کے نفاذ میں کوتاہی بھی ہے۔ جب لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ ریاستی مشینری بالکل غیر موثر ہے تو وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔

غیرت کے جرائم (Crime of Honour) کا ارتکاب مختلف تناسب کے ساتھ تقریباً ہر معاشرہ میں کیا جاتا ہے۔ یورپ و امریکہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ آج سے دو سال قبل امریکہ میں مشہور کھلاڑی او۔ جے سمپسن (O.J.Simpson) کا مقدمہ بنیادی طور پر "غیرت کے قتل" کا مقدمہ تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو ایک دوسرے شخص کے ساتھ دیکھا تو غصہ پر قابو نہ پاتے ہوئے دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ ایک معروف امریکی رسالہ میں امریکی فلمی ہیرو (Van Dam) کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں ایک سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ "اگر وہ اپنی بیوی کو کسی مرد کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھے، تو یا تو اپنی بیوی کو قتل کر دے گا یا اپنے آپ کو"........ دراصل غیرت کے معاملات میں اشتعال میں آنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ اس معاملہ کو سماجی اقدار کا حصہ کبھی نہ بنایا جاتا اگر یہ انسانی فطرت سے متصادم ہوتا۔

یورپ و امریکہ میں اگر غیرت کے جرائم مکمل طور پر ختم نہیں ہوئے تو پاکستانی معاشرت میں ان کے صدور کے امکانات کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ غیرت کے نام پر قتل دراصل رد عمل ہے ایک ناپسندیدہ عمل کا یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب تک ایک عمل کو ختم نہیں کر لیا جاتا، اس کے رد عمل پر قابو پانا ممکن نہیں ہوتا۔

پاکستان کی NGOs کی بیگمات اگر غیرت کے نام پر قتل کی واردات کی روک تھام میں کسی بھی اعتبار سے سنجیدہ ہیں۔ تو انہیں اس کے اسباب و عوامل پر غور کرنا چاہیے۔ انہیں غیرت و حمیت کا جنازہ نکالنے کی بجائے پاکستانی معاشرہ سے فحاشی، عریانی اور شہوت رانی کے سدباب کے لئے کوششیں بروئے کار لانی چاہیں۔ انہیں گھر سے فرار ہو کر آنے والی لڑکیوں کو تحفظ دینے کی بجائے نوجوان لڑکیوں کی اخلاقی تربیت کے مراکز قائم کرنے چاہئیں۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ وہ غیرت کے نام پر قتل کے خلاف چلائی جانے والی مہم کی آڑ میں در حقیقت "غیرت" کو ہی "قتل" کرنے کے درپے ہیں۔

آخر میں ہم حکومت پاکستان سے گزارش کریں گے کہ وہ مغرب زدہ بیگمات کے مٹھی بھر ٹولہ کے اس مطالبہ کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھے کہ غیرت کے نام پر قتل کو "قتل عمد" قرار دیا جائے۔ پاکستان کے محب وطن دانشوروں کو پاکستانی عوام کو بے حمیت بنانے کی خطرناک سازش کو ناکام بنانے کے لئے جوابی مزاحمتی تحریک برپا کرنی چاہیے۔ پاکستانی عدلیہ کے فاضل جج صاحبان مغربی سرمایہ سے چلنے والے ملک دشمن NGOs کے دباؤ سے آزاد رہتے ہوئے خالصتاً اسلامی تعلیمات اور ہماری شاندار سماجی اقدار کی روشنی میں عدل و انصاف کا پرچم بلند رکھیں۔

عبدالرشید راشد
جوہر آباد

قلندر ہرچہ گوید- دیدہ گوید!

نقیب ختم نبوت کے شمارہ ۹ بابت ماہ ستمبر ۲۰۰۰ء کے صفحہ ۲۴ پر جماعت اسلامی کے حوالے سے محترم حافظ ارشاد احمد دیوبندی کا ایک مضمون بعنوان "قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید" شائع ہوا۔ ادارہ کو مضمون کے بعض مندرجات سے اتفاق نہیں تھا، تاہم حافظ صاحب کے نقطۂ نظر کے طور پر شائع کر دیا۔ اس کے ردّ عمل میں ہمارے بزرگ کرم فرما اور قلمی معاون محترم عبدالرشید ارشد صاحب (جوہر آباد) کا ایک مضمون اسی عنوان کے تحت موصول ہوا۔ حسنِ اتفاق سے اس کے بھی بعض مندرجات سے ادارہ کو اختلاف ہے اور ہم اسے بھی نقطۂ نظر کے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ ادارہ کا اختلافی نوٹ حواشی میں درج ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں بزرگ قابلِ احترام ہیں۔ اختلافِ رائے کوئی بُری شے نہیں لیکن نزاع بہرحال ناپسندیدہ عمل ہے۔ دونوں مضامین کی اشاعت کے بعد ہم اس بحث کو ختم کر رہے ہیں۔ (مدیر)

"نقیب ختم نبوت" ستمبر کے شمارہ کے صفحہ ۲۴ پر، ظاہر پیر کے حافظ ارشاد احمد صاحب دیوبندی کا عنوان بالا پر مختصر کالم ہمارے سامنے ہے جو جماعت اسلامی کی مذمت اور مولانا احمد علیؒ صاحب لاہوری کی مومنانہ بصیرت کے محور پر گھومتا ہے۔

راقم الحروف نہ تو جماعت اسلامی کارکن ہے نہ ہی متفق یا کارکن ہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں احرار کے رضا کار کی حیثیت سے فیصل آباد سے مارچ کی یکم تاریخ کو مولانا تاج الدین صاحب کی قیادت میں لاہور جانے والے قافلے میں شامل تھا جو راستے میں پولیس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتا شام کو مسجد وزیر خان پہنچا۔ مسجد وزیر خاں میں 6 مارچ تک احتجاجی قافلوں کے ساتھ لاٹھی گولی انجوائے کرتا رہا مسجد وزیر خاں کے مورچہ پر پہرہ دیتا رہا اور 6 مارچ کی رات 510 رضا کاران کے ساتھ گرفتار ہو کر 26 دن بورسٹل جیل میں بند رہنے کے بعد کورٹ مارشل سے 11 ماہ قید بامشقت کا پروانہ لیئے سنٹرل جیل داخل ہوا۔

یہ تفصیل اپنے آپ کو احراری ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے کہ حافظ صاحب مجھے "دشمن" یا "دشمن کا ایجنٹ" نہ سمجھ لیں مسلک کے لحاظ سے دیوبندی ہوں اور جیل سے مولانا حسین احمد مدنی کے نام لکھے گئے خط سے، پریشان بھی ہوا کہ جیل میں خط سنسر ہوا تھا اسی سنٹرل جیل کے دیوانی گھر میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ صاحب اور مولانا جالندھری، مولانا شجاع آبادی صاحبان وغیرہ سے دسترخوان پر ملاقات ہوئی اور راقم الحروف کی زندگی کا اعزاز ہے کہ محترم سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حوصلہ دینے کے لئے کندھے پر تھپکی دی اور اپنے دست مبارک سے لقمہ منہ میں ڈالا، چائے کی پیالی بنا کر دی۔ شاہ صاحب کی محبت کا لمس آج بھی میرا سرمایۂ حیات ہے۔

حافظ ارشاد احمد صاحب نے جس انداز سے قلندر ہرچہ گوید! کا آغاز فرمایا ہے وہ ایک فاضل دیوبند عالمِ دین کے مقام و مرتبہ سے فروتر ہے۔ دینی اور سیاسی جماعتوں سے لوگ نکلتے بھی ہیں، لوگ داخل بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں کا آنا جانا نہ معیار حق ہوتا ہے اور نہ ہی معیار باطل۔ انسانوں کی برادری میں یہ فطری عمل ہے۔ یہ تو ایک باپ کی اولاد میں بھی ہو جاتا ہے۔ اگر حافظ صاحب کا فارمولا تسلیم کر لیا جائے تو مجلس احرار اسلام سے صاحبزادہ فیض الحسن یا

دوسرے جانے والوں کے حوالے سے کیا رائے قائم کی جائے گی اور احرار اسلام کے مقام کا تعین کیا رہے گا۔ قلندرانہ سوچ کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔

یقین اور تجربے کی بنیاد پر ہمارے نزدیک محترم سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے اپنے مقام و مرتبہ کے باوجود، اپنے وقت کے صاحب بصیرت قلندر تھے۔ ان کی بصیرت کے شواہد آج بھی گردو پیش بکھرے نظر آتے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل ایک نوجوان وکیل، شاہ صاحب کی تقریر سے متاثر ہو کر شاہ صاحب کے قافلہ میں شمولیت کی خاطر جب سامنے آیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا تو شاہ صاحب محترم نے نوجوان کے کندھے پر محبت بھرا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ نوجوان اگر صرف تقاریر سننی ہیں جیسے یہ قوم سن رہی ہے تو تمہاری خواہش درست ہے اور کچھ عملی کام کرنے کا ارادہ ہے تو تم دوسرے سید سے جاملو۔ نوجوان نے دوسرے سید، کا پتہ پوچھا تو بخاری صاحبؒ کی راہنمائی سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی طرف تھی۔ وہ نوجوان، الحمداللہ آج بھی زندہ ہمارے درمیان موجود ہے اگر حافظ صاحب تصدیق چاہیں تو۔ (۱)

(۱) "یہ نوجوان وکیل جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد ہیں اور متعدد بار وہ اپنے حوالے سے یہ روایت بیان کر چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کے حافظہ نے دھوکہ کھایا ہے اور انہوں نے مولانا مودودی سے اپنی محبت کے غلو میں حضرت امیر شریعت کے الفاظ میں اپنے جذبات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ ورنہ اس جملہ کے کیا معنیٰ ہیں کہ "اگر تقاریر سننی ہیں تو تمہاری خواہش درست ہے اور کچھ عملی کام کرنے کا ارادہ ہے تو تم دوسرے سید سے جاملو" گویا حضرت امیر شریعت اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام کے دیگر اکابر اپنی تقاریر سے قوم کا وقت ضائع کر رہے تھے اور عملی کام صرف مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کر رہی تھی۔ فیا اسفیٰ علی فرطم فی جنب اللہ اگر یہی بات تھی تو پھر حضرت شاہ صاحب اپنی جماعت کو ختم کر کے تمام اکابر اور کارکنوں سمیت مولانا مودودی کی رفاقت اختیار کرتے اور جماعت اسلامی میں شامل ہو جاتے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے بعد ۱۹۵۶ء تک حضرت امیر شریعت نے لاہور، راولپنڈی اور لائل پور (فیصل آباد) میں کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے بارے میں جو ریمارکس دیئے وہ ریکارڈ پر موجود ہیں اور نوجوان وکیل کی روایت کے ردّ میں انہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر عصر حاضر میں دینی تحریکوں کو درپیش مسائل کے ساتھ اس بحث کا تعلق نہیں ہے اور نہ ہی دین کی اجتماعی جدوجہد کے یہ تقاضے ہیں اس بحث کا تعلق تاریخ سے ہے اور تاریخ کی کتابوں میں تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حوالے سے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے داعیانہ عملی کردار، ان کی جماعت مجلس احرار اسلام اور جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے دو رخے عمل کی تفصیلات موجود ہیں۔ جن کے بیان کا موقع نہیں۔ اس کیلئے ملاحظہ فرمائیں (۱) "میاں طفیل محمد کا نیا شگفہ" از قمر الحسنین ماہنامہ نقیب ختم نبوت شمارہ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء، صفحہ ۲۲

(۲) "بیان صادق" یہ سلسلہ جماعت اسلامی اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء از ماسٹر تاج الدین انصاریؒ مکتبہ احرار اسلام لاہور" (مدیر)

صفحہ 24 پر آخری تیسری لائن میں حافظ صاحب نے، ہمارے نقطہ نظر سے، انکشاف، فرمایا کہ جب علماء حق نے جماعت اسلامی کا پول کھولا تو "علمائے اسلام کو ایسی غلیظ اور خبیث گالیوں سے نوازا گیا کہ توبہ ہی بھلی"۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن جس سینے میں ہو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا کہ خود قرآن جھوٹے پر لعنت اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وعید سناتا ہے۔ مگر لیطمئن قلبی۔ کے طور پر ہم محترم سید کفیل بخاری صاحب کے حوالے سے طبع شدہ وہ گالیاں جو غلیظ بھی ہیں اور خبیث بھی دیکھنا پسند کریں گے کہ اس اطمینان قلب کے بعد مکمل یک سوئی کے ساتھ حافظ صاحب کے دستِ راست بن کر جماعت کے بخیئے ادھیڑیں۔ (۲)

(۲) "میں اس خدمت سے بوجوہ قاصر ہوں "لیطمئن قلبی" کیلئے کوئی بہتر حوالہ تلاش کیا جاسکتا ہے" (مدیر)

قاضی حسین احمد امریکہ گئے تو مولانا احمد علی لاہوری صاحب کی مومنانہ فراست قرآن سے نظر آ گئی مگر اسی قرآن میں حافظ صاحب کو یہ کیوں نظر نہ آسکا کہ "مومنو! بہت زیادہ گمان نہ کرو کہ اکثر گمان گناہ ہوتے ہیں" ویسے احرار کے راہنما بھی باہر جاتے ہیں۔ ہر مسلک کے علماء یورپ اور امریکہ کے چکر لگاتے ہیں۔ ان میں دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کے لوگ زیادہ ہیں بقول حافظ ارشاد احمد صاحب، اگر مومنانہ بصیرت کا فیصلہ یہی ہے کہ ہر باہر جانے والا ضمیر فروش اور بکاؤ مال ہے تو ان دیوبندی، بریلوی علماء کے متعلق کیا فیصلہ ہے جو سال میں بڑی باقاعدگی سے ایک ایک دو چکر لگاتے ہیں۔

جس ثبوت کا حافظ ارشاد احمد صاحب حوالہ دیتے ہیں کہ مولانا مودودیؒ کو امریکہ سے ایک ایک لاکھ ڈالر کے منی آرڈر آتے خود علماء نے دیکھے ہیں۔ جب ہفت روزہ قندیل لاہور میں بڑا ڈالر بھرا یہ فیچر شائع ہوا تھا تو عقلمندوں نے علماء کی عقل کا ماتم کیا تھا کہ ان دنوں منی آرڈر سے رقم آنے کی حد صرف 300/ روپیہ تھی۔ اور پھر یہ بھی، کہ آیا مولوی صاحب محکمہ ڈاک میں ملازم تھے جو ایک ایک لاکھ کے منی آرڈر ان کے ہاتھوں سے تقسیم ہوتے تھے۔ بد نصیبی کی بات یہ ہے کہ دین دشمنوں نے علماء کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر ان سے وہ کچھ کہلوایا جس کا کوئی عقلمند تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک مثال تحریک ختم نبوت کا آغاز تھا۔

راقم الحروف کے والد محترم احرار سے وابستہ تھے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی ٹیم کے شیدائی تھے 53ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی اور راقم نے اس میں شمولیت کی اجازت چاہی تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر فی الواقعہ یہ درست ہوتا تو ناموس رسالت پر قربان ہونے کے لئے میں خود تمہیں قافلے کے ساتھ شامل کرتا۔ بہر حال میں نے ضد کی اور انہوں نے اجازت دے دی جبکہ ان کے نزدیک علماء کو کرش کرنے کی یہ حکومتی چال تھی۔ (۳)

(۳) "تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، درست نہ ہونے اور علماء کو کرش کرنے کی حکومتی سازش کے ادراک کے باوجود محض آپ کی ضد کی بنا پر آپ کو تحریک میں شمولیت کی اجازت دے دینا........ کچھ تو بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔ محبت کا انوکھا انداز ہے" (مدیر)

دیوانی احاطہ سنٹرل جیل میں، شاہ صاحب محترم سے اپنی پہلی ملاقات کا جو اوپر ذکر کیا ہے، اسی نشست میں شاہ صاحب کی موجودگی میں قیادت ہی کے ایک فرد نے یہ فرمایا کہ میں نے رضا کاروں سے کہا ہے کہ وہ معافی مانگ کر نکل جائیں اور تحریک کو زندہ رکھیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ نظریاتی تحریک کا فرد معافی مانگ کر کس گھر سے غار میں

گرتا ہے اور پھر وہ جو جام شہادت پی چکے تھے، ان کے خون کا حساب کہاں گیا۔ راقم کو بھی اس بات سے ذہنی صدمہ ہوا تھا۔ (۴)

(۴) "رہی بات تحریک کی قیادت میں سے کسی ایک نے کارکنوں کو معافی نامہ لکھ کر جیل سے رہا ہونے اور باہر رہ کر تحریک کو زندہ رکھنے کی تجویز دی، تو عرض ہے کہ کیا دیگر قائدین نے اُن کی بات کو درست تسلیم کیا؟ جس طرح آپ کو ذہنی صدمہ ہوا اسی طرح دوسرے حضرات کو بھی صدمہ ہوا۔ پھر کسی ایک فرد کی غلط بات کو ساری قیادت کے سر تھونپنا کہاں کی دانشمندی اور دیانت ہے۔ یہ بات تب بھی غلط تھی، آج بھی غلط ہے" (مدیر)

امر واقع یہ تھا، جس کا اظہار بعد میں خود راہنماؤں نے کیا کہ عیار شخص کی طرح، جس نے چور سے کہا تھا کہ چوری کا موزوں موقعہ ہے اور اسے آمادہ کرنے کے بعد صاحب خانہ سے کہہ دیا کہ چور پکڑنے کا عمدہ موقعہ ہے۔ دولتانہ نے مرکز میں مستحکم پوزیشن بنانے کی خاطر علماء کی سادگی، اخلاص اور ختم نبوت کے کاز سے اٹوٹ رشتے کو استعمال کیا مگر اس کی منافقت اسے بھی لے ڈوبی۔ (۵)

(۵) "تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین کی حکومت اور جسٹس منیر نے "احرار احمدی نزاع" قرار دیا اور جماعت اسلامی نے اسے دولتانہ، ناظم الدین کشمکش کا نام دیا۔ اعیانِ حکومت کی طرف سے مخالفت سمجھ میں آتی ہے کہ وہ انگریز اور اس کے گماشتوں کا حق نمک ادا کر رہے تھے۔ مگر جماعت اسلامی کی تنقید و مخالفت کو کس نام سے تعبیر کیا جائے؟
اگر جماعت اسلامی کے بقول احرار نے یہ تحریک دولتانہ کی سازش کے تحت برپا کی تھی اور یہ تحریک مرکز، صوبہ کشمکش کا حصہ تھی تو کیا جماعت اسلامی اس مقدس تحریک کی مخالفت میں مرکزی حکومت کی نمائندگی کر رہی تھی؟ اگر اسی انداز میں بات بڑھانا مقصود ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ جماعت اسلامی کی مخالفت کی وجہ سے تحریک بہ ظاہر ناکام ہوئی اور اس کا اصل فائدہ قادیانیوں کو پہنچا۔" (مدیر)

ایسے حالات میں اگر کوئی طریقہ کار سے اختلاف کر لے، مگر منزل اس کی بھی وہی ہو، تو قرآن سنت کی کونسی نص اس کو کافر ثابت کرتی ہے۔ جنہوں نے تحریک چلائی انہیں تو چند ماہ کی نظر بندی یا چند سال کی سزا اور بقول حافظ ارشاد صاحب جو ختم نبوت کا "بگوڑا" تھا اسے قادیانی مسئلہ لکھنے کے جرم میں سزائے موت۔ حافظ صاحب محترم سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ حکمرانوں کے نزدیک تحریک خطرناک بم تھی یا چھوٹا سا "قادیانی مسئلہ"!۔

ہمیں اس تفصیل میں صرف اس لئے جانا پڑا کہ عزیزم حافظ ارشاد احمد دیوبندی صاحب ریکارڈ درست کر لیں کہ بھلے آدمیوں کو بے بنیاد باتیں پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے۔ ورنہ جماعت اسلامی ہماری وکالت کی یقیناً محتاج نہیں ہے۔

ہم نے حافظ محترم کی بات کا اس لئے بھی نوٹس لینا ضروری سمجھا کہ آج ملک میں لادین عناصر کے موثر نیٹ ورک کو توڑنے کے لئے دین کے حوالے سے پہچان رکھنے والے عناصر میں اتحاد و یک جہتی کی ضرورت ہے آج ہم رواداری چھوڑ کر ایک دوسرے میں کیڑے نکالنے لگ گئے تو انہیں کھل کھیلنے کا موقعہ مل جائے گا۔ N G O مافیا علماء اور باشعور طبقے میں خلیج وسیع کرنے کے لئے صبح دوپہر شام مصروف ہے، بے قرار ہے، ہمیں ان کی

بقیہ 44 پر

مولانا مفتی جمیل خان

علماء دیوبند کا متفقہ ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ کے بعد اسلام آباد میں منعقد علماء کنونشن میں قائم کردہ کمیٹی (کونسل) کا دوسرا اجلاس مجلس احرار اسلام کی میزبانی میں دفتر احرار اسلام لاہور میں مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کی تجویز پر قاضی عبداللطیف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ واضح رہے کہ میزبان کی حیثیت سے مولانا سید عطاء المہیمن کا نام صدارت کے لئے پیش ہوا تھا مگر انہوں نے بزرگی کے حوالہ سے قاضی صاحب کا نام تجویز کیا، اجلاس میں مسلک حقہ کی تمام جماعتوں کے نمائندوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ مولانا فضل الرحمن اور مولانا سمیع الحق ضروری مصروفیت کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے۔ ان کی نمائندگی جماعت کے اہم ارکان نے کی۔ اجلاس میں گزشتہ کارروائیوں کے بارے میں تفصیلی بحث ہوئی اور ارکان کو بتایا گیا کہ الحمدللہ گزشتہ اجلاس کے فیصلے کے مطابق اکابر علماء کرام نے اپنے کارکنوں کو احترام و ادب کی تلقین کی ہے، اور بعض جگہوں پر مشترکہ اجتماعات میں یکجہتی اور یگانگت کے مظاہرے دیکھنے میں آئے ہیں اور حضرت مولانا فضل الرحمن اپنے جھنگ کے دورے کے موقع پر حضرت مولانا اعظم طارق کے گھر تشریف لے گئے مولانا اعظم طارق صاحب نے جمعیت علماء اسلام کے جلسے میں شرکت کی۔ اسی طرح دیگر جماعتوں کے اراکین بھی ایک دوسرے کے پروگراموں میں شرکت کر رہے ہیں۔ جہادی تنظیموں میں سے جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حرکۃ المجاہدین کے اکابر مولانا مسعود اظہر، کمانڈر عبدالجبار، مفتی اصغر اور مولانا فضل الرحمن خلیل، مولانا حزب اللہ، ابوساجد کے درمیان قاری سعید الرحمن، مولانا نذیر فاروقی، مولانا شریف ہزاروی، مفتی ابرار احمد، قاری عتیق الرحمن کی کوششوں سے مصالحت کی بات چیت ایک حتمی نتیجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اعتراضات ختم کرانے کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں، انشاء اللہ تمام جہادی تنظیموں کے درمیان بھی ایک ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے ہو جائے گا بعد ازاں تمام علماء کرام نے اس مصالحتی فارمولے کو مستقل شکل دینے کے لئے مختلف امور پر بحث و مباحثہ کیا، کمیٹی نے مولانا زاہد الراشدی کو ضابطہ اخلاق بنانے کی ذمہ داری دی، انہوں نے ضابطہ اخلاق تیار کیا جس پر بحث کے بعد اجلاس نے درج ذیل ضابطہ اخلاق کی منظوری دی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء دیوبند کی جماعتوں اور مراکز میں مفاہمت اور رابطہ کار کو بڑھانے کے لئے مثبت اور عملی پروگرام کو آگے بڑھایا جائے اور پہلے مرحلہ میں ایک ضابطہ اخلاق پر اتفاق کیا جائے تا کہ اس کے دائرہ میں اہل حق کی وحدت اور اشتراک عمل کو مستحکم بنانے کے لئے تمام جماعتیں اور حلقے کام کر سکیں۔

ضابطہ، اخلاق کے لئے چند ابتدائی تجاویز:

* مشترکہ مقاصد اور اہداف کے حوالہ سے بلائے جانے والے عوامی اجتماعات میں ہر جماعت دوسری دیوبندی جماعتوں کے راہنماؤں کو بھی دعوت دیں۔

* مختلف مراکز میں متعلقہ جماعتوں کی مشاورت سے وقتاً فوقتاً مشترکہ اجتماعات کا "علماء کونسل" کی طرف سے بھی اہتمام کیا جائے اور ان اجتماعات میں جماعتی شخصیات اور نعروں کو ابھارنے سے گریز کیا جائے۔

* باہمی اختلافات کو عمومی اجتماعات اور کارکنوں کے عمومی اجلاسوں میں بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔

* کوئی شکایت پیدا ہو تو متعلقہ جماعت کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر باہمی رابطہ سے کوئی مسئلہ حل نہ ہو سکے تو اس حل کے لئے "علماء کونسل" سے رجوع کیا جائے۔

* تمام جماعتیں "علماء کونسل" کو باہمی رابطہ کے فورم کے طور پر باضابطہ تسلیم کریں اور باہمی اختلافات میں مفاہمت اور مصالحت کا اسے اختیار دیا جائے۔

* یہ واضح اعلان کیا جائے کہ "علماء کونسل" کوئی مستقل جماعت نہیں بلکہ علماء دیوبند سے متعلقہ جماعتوں اور مراکز میں مفاہمت اور رابطہ کار کے ایک مشترکہ فورم کے طور پر کام کرے گی۔

* جماعتیں اپنے جلسوں میں بھی دوسری جماعتوں کے راہنماؤں کو بھی حسب توقع دعوت دیں۔

* علماء کونسل کے اجلاسوں میں ہونے والی گفتگو اور باہمی بحث و مباحثہ کو امانت سمجھا جائے اور اسے اجلاس سے باہر بیان کرنے سے گریز کیا جائے، سوائے ان امور کے جنہیں شائع کرنے کا خود اجلاس میں فیصلہ ہو جائے۔

اجلاس میں درج ذیل علماء کرام نے شرکت کی:

مولانا قاضی عبداللطیف (جمعیت علماء اسلام پاکستان)، مولانا محمد ضیاء القاسمی (سپاہ صحابہ پاکستان)، مولانا عزیز الرحمن جالندھری (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مولانا قاری سعید الرحمن (جمعیت اہل سنت والجماعت) مولانا نعیم اللہ فاروقی (جمعیت علماً اسلام)، مولانا بشیر احمد شاد (جمعیت علماً اسلام)، مولانا قاضی عصمت اللہ (جمعیت اشاعت التوحید والسنہ)، ابوعمار زاہد الراشدی (پاکستان شریعت کونسل)، پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری (مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا عبدالکریم ندیم (مجلس علماً اہل سنت پاکستان)، مولانا قاضی نثار احمد (تنظیم اہل سنت شمالی علاقہ جات)، مولانا محمد اعظم طارق (سپاہ صحابہ پاکستان)، مولانا سید حبیب اللہ شاہ (حرکتہ الجہاد الاسلامی)، مولانا سید امیر حسین گیلانی (جمعیت علماً اسلام)، مولانا منظور احمد چنیوٹی (انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ)، مولانا سید مزمل حسین شاہ (حرکتہ المجاہدین)، چودھری ثناء اللہ بھٹہ (مجلس احرار اسلام)، مولانا اشرف علی، سید کفیل بخاری (مجلس احرار اسلام) اور مفتی محمد جمیل خان شامل تھے۔

اگلے اجلاس کی میزبانی کے لئے جمعیت علماً اسلام نے پیشکش کی، جسے علماً کونسل نے قبول کیا۔ مولانا فضل الرحمن سے تاریخ طے کر کے اجلاس کا دعوت نامہ جاری کیا جائے گا۔ اجلاس میں درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں:

۱ ..... یہ اجلاس حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں حکومت کی ٹال مٹول کی پالیسی پر شدید احتجاج کرتا ہے اور یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ کہ حکومت مولانا شہید کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں سنجیدہ نہیں اور فرضی ملزموں کی گرفتاریاں کر کے معاملے کو ٹھنڈا کرنے کا طرز عمل اختیار کیا جارہا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور مولانا شہید کے حقیقی

قاتل اور اس کے پشت پناہوں کو گرفتار کر کے عوام کو مطمئن کریں ورنہ حکومت کے اس ناروا اور غیر منصفانہ طرز عمل پر دینی حلقوں اور عوام کے احتجاج میں دن بدن اضافہ ہو گا اور حالات میں کسی قسم کی خرابی کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔

۲۔...... یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دستور پاکستان کی جن اسلامی دفعات کو عبوری دستوری فرمان میں شامل کیا گیا ہے انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل دے کر بلاتاخیر ملک میں نافذ کیا جائے۔

۳۔...... یہ اجلاس ملک بھر میں غیر ملکی سرمایہ پر چلنے والی ہزاروں این جی اوز کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور ریاستی اداروں کی طرف سے ان کی مسلسل سرپرستی پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ عالمی سازش کے تحت ملک کو این جی اوز اور ان کے ذریعہ عالمی اداروں کے ہاتھوں یرغمال بنایا جا رہا ہے۔ جس سے قومی خود مختاری کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ این جی اوز کی سرگرمیوں کی چھان بین کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے اور آزادانہ عدالتی تحقیقات کے ذریعہ این جی اوز کے معاملات کو بے نقاب کر کے اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۴۔...... یہ اجلاس شمالی علاقہ جات کی دستوری حیثیت تبدیل کرنے کی تجویز کو مسئلہ کشمیر کی عالمی حیثیت کے خلاف سازش سمجھتا ہے اور شمالی علاقہ جات میں این جی اوز کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

* ...... شمالی علاقہ جات کی موجودہ دستوری حیثیت کو تبدیل کرنے سے گریز کیا جائے۔
* ...... شمالی علاقہ جات میں سرکاری ملازمتیں مخصوص لوگوں کے لئے مختص نہ کی جائیں۔
* ...... رضی الدین رضی کو وفاقی تعلیمی معائنہ کمیشن سے برطرف کیا جائے۔

۵۔...... یہ اجلاس مختلف سرکاری محکموں میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانی گروہ کی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی گروہ کی اندرون ملک اور بیرون ملک سرگرمیوں کا سرکاری سطح پر نوٹس لیا جائے اور ان کے سدباب کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

۶۔...... یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ کشمکش کے خاتمہ کے سلسلہ میں کسی بھی قانون سازی یا اقدامات سے پہلے دینی جماعتوں کو اعتماد میں لے اور سب متعلقہ فریقوں کی مشاورت کے بعد قانون سازی کی جائے۔

۷۔...... یہ اجلاس: *...... حضرت مولانا صوفی محمد اقبال صاحبؒ *...... حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ، *...... حضرت مولانا اسعد مدنی کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے سوگوار خاندانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے۔

وفاق المدارس الاحرار کا اجلاس

نصابِ تعلیم کی ترتیب اور امتحانات کیلئے کمیٹیوں کی تشکیل

مجلس احرار اسلام کا شعبہ تعلیم "وفاق المدارس الاحرار" عرصہ بیس برس سے اس کار خیر میں سرگرم عمل ہے محسن احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری قدس سرہ نے اس شعبہ کی بنیاد رکھی اور اپنے انتقال سے ۱۰ ماہ قبل اپنی تحریری وصیت میں وفاق اور اس سے منسلک مدارس کی تولیت اور تمام امور کی انجام دہی کی ذمہ داری امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے سپرد فرمائی۔ اس کے ساتھ ایک انتظامی کمیٹی بھی خود تشکیل دے کر حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان) اور سید محمد کفیل بخاری کے نام تجویز فرمائے۔ نیز انہیں پابند فرمایا کہ یہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی اطاعت میں رہتے ہوئے تمام امور سرانجام دیں گے۔

الحمدللہ اس وقت وفاق المدارس الاحرار سے منسلک مدارس کی تعداد ۳۲ ہو چکی ہے حضرت سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے وقت یہ تعداد ۲۴ تھی ۳۱ اگست ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح دس بجے مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم ملتان میں وفاق المدارس الاحرار کا ایک اہم اجلاس حضرت امیر احرار، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ۳۲ ارکان نے شرکت فرمائی حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ نے ابتدائی کلمات میں اجلاس کی غرض وغایت بیان فرمائی اور ایجنڈہ پیش کیا۔

اجلاس دو گھنٹے جاری رہا ارکان نے بہت ہی مفید مشورے دیئے۔ آخر میں حضرت پیر جی مدظلہ نے گفتگو کو سمیٹتے ہوئے مشاورت کے تحت کئے گئے فیصلوں کا اعلان فرمایا۔

(۱) نصاب تعلیم کی ترتیب و تدوین کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ، حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب، حضرت مولانا عبدالستار صاحب بر سہ حضرات تین ماہ میں نصاب مرتب کریں گے اور اس سلسلہ میں مشاورت و معاونت کیلئے دیگر حضرات سے بھی استفادہ کریں گے۔

(۲) امتحانات کے نظام کو چلانے اور بہتر بنانے کیلئے سید محمد کفیل بخاری کو ذمہ داری سونپی گئی۔ وہ امیر محترم اور مندرجہ بالا ارکان کی مشاورت سے مدارس کے امتحانی نظام کو مربوط و مرتب کریں گے۔

(۳) مدرسہ معمورہ ملتان میں درجہ کتب کا آغاز حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے خود فرمایا تھا۔ انشاء اللہ اسے دورۂ حدیث تک ایک مکمل جامعہ کی حیثیت سے چلایا جائے گا۔ نئے تعلیمی سال شوال ۱۴۲۱ھ سے درجہ کتب میں داخلہ کیا جائے گا اور تمام ذیلی مدارس اپنے شعبہ تحفیظ قرآن سے فارغ ہونے والے طلبہ کو مدرسہ معمورہ میں بھیجیں گے اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر میں بھی جلد درجہ کتب کا آغاز کیا جائے گا۔ اور اسے جامعہ کی حیثیت سے مرکزی مقام بنایا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

(۴) علاوہ ازیں وفاق کے ذمہ داران گاہے ماہے ماتحت مدارس کا دورہ کریں گے نظام اور معیارِ تعلیم کا جائزہ لیں

گے۔ اخراجات کو پورا کرنے کیلئے احباب کو متوجہ کریں گے۔ اساتذہ کیلئے تربیتی کورس کا اہتمام کیا جائے گا۔ نیز وفاق کے تحت تمام مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی فکری و تنظیمی تربیت کے لئے گفتگو اور مطالعہ کا خصوصی اہتمام کیا جائے گا۔

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی

تمام ماتحت مجالس احرار اسلام کے عہدیداروں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دستور کے مطابق مجلس کی نئی رکنیت سازی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ یہ مہم ماہ شعبان سے ذی الحج ۱۴۲۱ھ تک جاری رہے گی ماتحت مجالس اپنی اپنی ضرورت کے مطابق فارم رکنیت و معاونت مرکزی دفتر ملتان سے طلب فرمائیں ان شاء اللہ محرم ۱۴۲۲ھ میں مرکزی مجلس شوریٰ کی تشکیل کے بعد مرکزی انتخابات ہوں گے۔

ارکانِ مجلس سے درخواست ہے کہ وہ اس مہم کو تیز تر کر کے زیادہ سے زیادہ احباب کو مجلس میں شامل کریں اور دعوت و ترغیب کیلئے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کر کے اس کارِ خیر کو کامیابیوں سے ہمکنار کریں۔

والسلام

سید عطاء المہیمن بخاری
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

محمد اسحٰق سلیمی
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

بقیہ از ص 39

منزل آسان نہیں کرنی چاہیے۔ مومنانہ بصیرت کا صحیح استعمال یہ ہے کہ دشمن کو پہچان کر اس کی چال کا علاج ہو NGO مافیا (خدانہ کرے) غالب آیا تو دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ، جماعت اسلامی، جمیعت العلماء اسلام وغیرہ سب کی شامت آئے گی۔ بغداد کی تاریخ پڑھ لیجیے، ترکی کا حال دیکھ لیجئے، الجزائر اور مراکش کو نظروں میں گھمائیے ماضی و حال کے واقعات سے سبق لیجیے کہ ہم سب کی بقا بلکہ آنے والی نسل کے سکھ سکون کا انحصار اسی پر ہے۔

محترم حافظ صاحب میں آپ کا اپنا ہوں۔ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا ہے کہ:۔ "تم اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم" میرے نقطہ نظر سے آپ کا مضمون تعصب کی بنیاد پر ہے، علمیت کی بنیاد پر نہیں ہے اس لئے آپ سے ظلم سرزد ہوا ہے۔ ٹھنڈے دل و دماغ سے اپنے ضمیر سے پوچھ لیجئے کہ ضمیر کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

دعا مغفرت

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کے پوتے اور محترم مولانا زاہد الراشدی کے بھتیجے حافظ محمد اکمل صاحب مرحوم گزشتہ ماہ ایک حادثے میں زخمی ہونے کے بعد انتقال کر گئے۔ جبکہ ان کے ڈرائیور محمد حنیف صاحب بھی اسی حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ چند ماہ قبل مرحوم کے والد ماجد انتقال کر گئے اس دوہرے صدمے میں ہم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ، مولانا زاہد الراشدی اور ان کے خاندان کے تمام افراد کے غم میں شریک ہیں۔ مرحومین کیلئے دعاء مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو بہشت کا باغ بنا کر اپنی رحمت اور فضل و کرم سے منور فرمائے آمین (ادارہ)

غلام حسین احرار (امیر مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان)

* بلدیاتی نظام میں این جی اوز رجسٹرڈ کر کے ملک پر مسلط کیا جارہا ہے
* اقوامِ متحدہ کو کشمیر، چیچنیا اور فلسطین میں ہونے والے مظالم نظر کیوں نہیں آتے
* جمہوریت اسلام کی ضد ہے اس سے نفاذِ اسلام کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں
* ملک میں کیبل ٹی وی نیٹ ورک جاری کر کے بے حیا معاشرہ تشکیل دیا جارہا ہے

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم ۱۴، ستمبر ۲۰۰۰ کو دو روزہ تنظیمی دورہ پر ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لائے ۱۴ ستمبر بروز جمعرات نماز عصر کے قریب آپ ڈیرہ پہنچے تو جیل موڑ پر کارکنان احرار اور دیگر مقامی احباب نے آپ کو خوش آمدید کہا استقبال کرنے والوں میں محترم حافظ فتح محمد، عبدالرشید صاحب، حاجی فضل الرحمن ایڈووکیٹ، ظل الرحمن خان صاحب امان اللہ صاحب، عبدالشکور صاحب، حاجی محمد یعقوب صاحب، راقم اور دیگر بہت سے احباب شامل تھے۔ حضرت پیر جی نماز عصر کے بعد اپنے میزبان محترم عبدالعزیز صاحب (کلاچی) کے ہمراہ ان کے بھائی کی عیادت کیلئے ہسپتال تشریف لے گئے اور شام کو احباب کی معیت میں کلاچی پہنچے شہر گیٹ پر آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ محترم قاضی عبدالحکیم حقانی صاحب اپنے احباب کے ہمراہ حضرت شاہ جی کے ساتھ رہے۔ بعد ازاں رہائش گاہ پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب دامت برکاتہم آپ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور صبح کو مدرسہ نجم الہدیٰ میں تشریف آوری اور خطاب کی دعوت دی مدرسہ نجم الہدیٰ میں آپ نے طلباء اور علماء سے خطاب کیا اس موقع پر حضرت مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہ اور سپاہ صحابہ صوبہ سرحد کے صدر محترم خلیفہ عبدالقیوم صاحب مدظلہ بھی موجود تھے نماز جمعہ جامع مسجد محلہ شخیاں والی میں پڑھائی اور اجتماع جمعہ سے خطاب کیا لوگ کثیر تعداد میں آپ کا خطاب سننے کیلئے تشریف لائے اور مسجد کا صحن تنگیٔ داماں کا گلہ کر رہا تھا۔ حضرت پیر جی مدظلہ کچھ دیر کیلئے حضرت مولانا علاء الدین دامت برکاتہم سے ملاقات کیلئے بھی تشریف لے گئے اور ان کی عیادت کی بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت کمشنری بازار میں ادا کی اور نماز کے بعد آپ نے خطاب فرمایا۔ محترم سیٹھ محمد اشرف صاحب، محترم چوہدری نورالدین صاحب، اور محترم حاجی سلیم جان ایڈووکیٹ سے بھی آپ نے ملاقات فرمائی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آپ کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا آپ نے کارکنان احرار کو تنظیمی صورت حال بہتر بنانے کیلئے مفید مشورے اور ہدایات دیں۔ آپ کی تقاریر کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے ڈیرہ اسمٰعیل خان اور کلاچی میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ غیر ملکی نظام و نظریات، مخلوط تعلیم اور جمہوریت مسائل کا حل نہیں یہ باطل نظریات لارڈ میکالے کا نظام تعلیم اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ جس سے ملک میں بے حیائی فحاشی و عریانی، دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا کلچر فروغ پا رہا ہے اسلام میں مخلوط تعلیم کا کوئی تصور نہیں ہے یہ مغربی طاقتوں کا شاخسانہ ہے اور اس کے نہایت بھیانک نتائج منظر عام پر آرہے ہیں انہوں نے کہا کہ جمہوریت اسلام کی ضد ہے۔ اس سے اسلام کے نفاذ کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ جمہوریت سے ملکی مسائل سلجھنے کی بجائے الجھ گئے ہیں۔ نواز شریف حکومت کی برطرفی پر خوشی سے بغلیں بجانے والے اب بحالی جمہوریت کیلئے بے قرار و بے چین ہیں اس ملک میں جمہوریت کا کوئی مستقبل نہیں حکومت الٰہیہ اس ملک کی مقدر

اور قوم کی دیرینہ آرزو ہے انہوں نے کہا کہ ہم نیا موجود بلدیاتی نظام کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں اس نظام کے نفاذ سے این جی اوز رجسٹرڈ ہو کر ملک میں روز بروز انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں غیر ملکی امداد پر چلنے والی این جی اوز فلاحی کاموں کی آڑ میں اپنے بیرونی آقاؤں کی خواہش اور حکم پر پاکستان میں فحاشی و عریانی پھیلا رہی ہیں۔ موجودہ کیبل ٹی وی نیٹ ورک کا اجراء این جی اوز کی کارستانی ہے ان پر پابندی عائد کر کے ان کے اثاثے ضبط کیئے جائیں۔

حکومت این جی اوز، لادین سیاست دانوں، قادیانیوں، پرویزیوں اور آغا خانیوں کے منہ میں لگام دے

عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ حکومتِ الہیہ کے قیام کے لئے جہاد کا اجراء اسلام دشمن فتنوں کا محاسبہ واستیصال

مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے (امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

ملتان (حسین اختر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیرجی سید عطاء المھیمن بخاری دامت برکاتہم نے کہا ہے کہ ساری دنیا کے کفار و مشرکین مل کر بھی جہاد ختم نہیں کر سکتے جہاد احیاء اسلام کا فطری راستہ ہے جہاد کے بغیر نفاذ اسلام ممکن نہیں وہ گزشتہ روز مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ اسلام کے خلاف جتنے فتنے اٹھ رہے ہیں ان کا خاتمہ صرف جہاد سے ہو سکتا ہے، علماء حق متحدہو رہے ہیں اور ان کا ہاتھ وقت کی نبض پر ہے دینی جماعتوں کے باہمی رابطے اور مستقبل میں نفاذ اسلام کیلئے مشترکہ مساعی پر اتفاق اہل حق کیلئے عظیم خوشخبریاں ہیں حکومت، این جی اوز، لادین سیاست دانوں، قادیانیوں، پرویزیوں اور آغا خانیوں کے منہ میں لگام دے اور ان کی سرپرستی بند کرے شیخ سید عطاء المھیمن بخاری نے کہا کہ پاکستان صرف چند بے دینوں اور اقلیتی طبقات کیلئے نہیں بنا۔ یہ مسلمانوں کے تمام حقوق کے تحفظ کیلئے وجود میں آیا تھا مجلس احرار اسلام تمام دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے دینی و سیاسی حقوق کا ہر قیمت پر تحفظ کرے گی قائد احرار نے حکومت کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ حکمران نوشتہ دیوار پڑھ لیں اگر این جی اوز، عیسائیوں اور قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کو نہ روکا گیا تو علماء خود ان کو روکنے کیلئے جہاد کا فتویٰ جاری کریں گے پھر دین دشمنوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی انہوں نے کہا کہ این جی اوز، قادیانیوں، عیسائیوں اور تمام دین دشمن طبقات کی پناہ گاہیں ہیں حکومت ان کی غیر آئینی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے شیخ سید عطاء المھیمن بخاری نے کہا کہ حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد عصر حاضر میں مجدد جہاد ہیں پوری دنیا کے مسلمان ان کی کامیابی کیلئے دعا گو ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، حکومت الہیہ کے قیام کیلئے جہاد کا اجراء، اسلام دشمن فتنوں کا محاسبہ واستیصال مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔ ہمیں اپنی منزل کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں اسلئے حق کے راستے سے ہمیں کوئی نہیں ہٹا سکتا انہوں نے مولانا محمد اعظم طارق کی طرف سے پاکستان کے دس شہروں کو ماڈل اسلامی شہر بنانے کے اعلان کا خیر مقدم کیا۔ اور اس جدوجہد میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ کیبل ٹی وی کے ذریعے اخلاق باختہ اور حیاء سوز سوسائٹی تشکیل دی جا رہی ہے۔ دینی جماعتیں اس کے خاتمے کے لئے جہاد کریں گی حکومت کیبل ٹی وی پر فوراً پابندی عائد کرے۔

اسلام کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں کا خاتمہ صرف جہاد ہی سے ہو سکتا ہے

مولانا محمد اعظم طارق کی طرف سے پاکستان کے دس شہروں کو ماڈل اسلامی شہر بنانے کے اعلان کا خیر مقدم

(شیخ سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (مراسلہ نگار) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ساری دنیا کے کفار و مشرکین مل کر بھی جہاد ختم نہیں کر سکتے، جہاد احیاء اسلام کا فطری راستہ ہے جہاد کے بغیر نفاذ اسلام ممکن نہیں۔ وہ گذشتہ روز مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ اسلام کے خلاف جتنے فتنے اٹھ رہے ہیں ان کا خاتمہ صرف جہاد سے ہو سکتا ہے۔ علماء حق متحد ہو رہے ہیں اور ان کا ہاتھ وقت کی نبض پر ہے، دینی جماعتوں کے باہمی رابطے اور مستقبل میں نفاذ اسلام کے لئے مشترکہ مساعی پر اتفاق اہل حق کے لئے عظیم خوشخبریاں ہیں۔ انہوں نے کہا حکومت، این جی اوز، لادین سیاست دانوں اور قادیانیوں کو لگام دے اور ان کی سرپرستی بند کرے، شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ پاکستان صرف چند بے دینوں اور اقلیتی طبقات کے لئے نہیں بنا۔ یہ مسلمانوں کے تمام حقوق کے تحفظ کے لئے وجود میں آیا تھا مجلس احرار اسلام تمام دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے دینی و سیاسی حقوق کا ہر قیمت پر تحفظ کرے گی۔ انہوں نے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کی طرف سے پاکستان کے دس شہروں کو ماڈل اسلام شہر بنانے کے اعلان کا خیر مقدم کیا اور اس جدوجہد میں مجلس احرار کی طرف سے پاکستان کے دس شہروں کو ماڈل اسلامی شہر بنانے کے اعلان کا خیر مقدم کیا اور اس جدوجہد میں مجلس احرار کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ کیبل ٹی وی کے ذریعے اخلاق باختہ اور حیاء سوز سوسائٹی تشکیل دی جا رہی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت کیبل ٹی وی پر فوراً پابندی عائد کرے۔

---

* برطانوی استعمار کا مقصد امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا اور مسلمانوں کے دلوں سے فریضۂ جہاد کے جذبہ کو ختم کرنا ہے
* **دینی جماعتیں اور دینی مدارس این جی اوز کی ملک دشمن سازشوں کو خاک میں ملا دیں گے**
* **قادیانیت کے کفر و ارتداد پر پورے عالم اسلام کی رائے ایک ہے**
* **اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے**

مرکزی دفتر احرار لاہور میں ۷ ستمبر ۲۰۰۰ء یوم تحفظ ختم نبوت کے اجتماع احرار سے امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، مولانا محمد اسحٰق سلیمی (ناظم اعلیٰ) عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر اور دیگر احرار رہنماؤں کا خطاب

لاہور (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ۷ ستمبر کو ملک بھر میں یوم تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں اجتماعات منعقد کئے مرکزی اجتماع دفتر احرار لاہور میں منعقد ہوا جس میں قائد احرار ابن امیر

شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فتنۂ قادیانیت برطانوی استعمار کی پیداوار ہے جس کا مقصد امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا اور مسلمانوں کے دلوں سے فریضہ جہاد کے جذبہ کو ختم کرنا ہے قادیانیوں نے اپنے انگریز آقاؤں کی شہ پر جعلی نبوت کا ناٹک رچایا لیکن علماء حق اور مجاھدین ختم نبوت کی نوے سالہ قربانیوں نے برطانوی استعمار کے خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر ملک و ملت کو فتنۂ ارتداد سے محفوظ کر دیا۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہم تحفظِ ختم نبوت کے پروانوں کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں جنہوں نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرمست و سرشار ہو کر ہر جبر و تشدد کا دیوانہ وار مقابلہ کیا اور اس مقدس مشن کی خاطر اپنی جوانیوں کے نذرانے پیش کر کے دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام قادیانیت کے ناسور کے خاتمے تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی اور ان کے دجل و تلبیس کو دنیا کے کونے کونے میں ننگا کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ قادیانی، این جی اوز کی بیساکھیوں کے سہارے زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ این جی اوز بچے کھچے پاکستان کو بھی توڑنا چاہتی ہیں اور قادیانی ان کی سازشوں میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ دینی جماعتیں اور دینی مدارس این جی اوز کی ملک دشمن سازشوں کو خاک میں ملا دیں گے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو تشدد سے کچلنے والے غداروں اور حکمرانوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ موجودہ فوجی حکومت تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آئینی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہی مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ بھٹو کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ سے قراردادِ اقلیت کا منظور ہونا شہداء ختم نبوت کے خون بے گناہی کا صدقہ ہے جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قادیانیت کے کفر و ارتداد پر پورے عالم اسلام کی رائے ایک ہے۔ پوری امت مسلمہ کے نزدیک قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ منصور اعجاز جیسے یہودی ایجنٹ کی پاکستان آمد اور سرگرمیوں کے بارے میں حکومت فوراً وضاحت کرے قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور قانون امتناعِ قادیانیت پر عمل درآمد کو مؤثر اور یقینی بنایا جائے۔

* **امارت اسلامیہ افغانستان کا استحکام امت مسلمہ کا استحکام ہے**

* **حضرت ملا محمد عمر مجاہد نے امارت اسلامیہ قائم کر کے مجاہدین و شہداء اسلام کی قربانیوں اور عزائم کی تکمیل کر دی ہے**

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے

گجرات (محمد ضیاء اللہ، محمد یسین) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ طالبان کی حالیہ فتوحات نے شمالی اتحاد اور اس کے یورپین سرپرستوں کی

آرزوئیں خاک میں ملادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد طالبان کے شامل حال ہے امارت اسلامیہ افغانستان کا استحکام امت مسلمہ کا استحکام ہے وہ گزشتہ دنوں مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں ضلع گجرات میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ ناانصافیاں اقوام متحدہ میں ہوتی ہیں جہاں انصاف کے نام پر انسانی حقوق پامال کئے جاتے ہیں اقوام متحدہ دوہرے معیار کا جانبدار ادارہ ہے جس کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اس وقت دنیا بھر کے مسلمان ممالک میں افغانستان واحد ملک ہے جسے ہم صحیح معنوں میں اسلامی ملک کہہ سکتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت مُلا محمد عمر مجاھد نے امارت اسلامیہ قائم کر کے مجاھدین و شہداء اسلام کی قربانیوں اور عزائم کی تکمیل کر دی ہے۔ اقوام متحدہ میں طالبان کیلئے نشست مخصوص نہ کرنا اور افغانستان کی نمائندگی شمالی اتحاد کے شکست خوردہ اور اقلیتی گروہ کو دینا صریحاً دھاندلی اور جانبداری ہے۔ اقوام متحدہ کا یہ اقدام قابلِ مذمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ وقت قریب ہے جب یورپ امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرے گا۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ یورپین ممالک اور امریکہ کی طرف سے افغانستان میں الیکشن کا مطالبہ ان کے خبثِ باطن کا اظہار ہے حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ افغانستان کی تاریخ میں کبھی انتخابات نہیں ہوئے۔ جمہوری نظام حکومت ایک تو سراسر کفر ہے دوسرا افغانستان کے کلچر اور سیاست کا کبھی حصہ نہیں رہا۔ امیر المؤمنین نے شوریٰ حل و عقد بنا کر قوم کو مکمل نمائندگی دے دی ہے۔ افغان عوام کو اپنی شرعی حکومت پر مکمل اعتماد ہے اور اس کا ثبوت طالبان کے زیر قبضہ علاقوں میں مکمل امن و امان اور حدود شرعیہ کا نفاذ ہے امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد کو حالیہ فتوحات پر مبارکباد دی ہے۔ اجتماع کے اختتام پر دنیا بھر کے مجاھدین اسلام کی کامیابی اور امارت اسلامیہ افغانستان کے استحکام کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

قادیانی اپنے اثر رسوخ اور مختلف طریقوں سے ہمیشہ غریب مسلمانوں کو تنگ کرتے چلے آرہے ہیں۔

پولیس کی ملی بھگت سے مسلمانوں کے خلاف جعلی و فرضی مقدمات بنوا دیتے ہیں

مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، سپاہ صحابہ، جمعیت علماء اسلام سمیت بیس سے زائد مذھبی و سیاسی تنظیموں اور ضلع بھر کے علماء اور خطباء نے اس صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

چیچاوطنی (۲۰ ستمبر) بااثر قادیانیوں نے گاؤں کے غریب مسلمانوں کا جینا دو بھر کر دیا اور پولیس سے ساز باز کر کے ۹ بے گناہوں کے خلاف پرچہ درج کرا دیا تفصیلات کے مطابق چک نمبر ۳۰-۱۱ ایل (تھانہ غازی آباد) جہاں کی تقریباً آدھی آبادی بااثر اور زمیندار قادیانیوں پر مشتمل ہے اور یہ قادیانی اپنے اثر و رسوخ اور مختلف طریقوں سے ہمیشہ غریب مسلمانوں کو تنگ کرتے چلے آرہے ہیں۔ مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) میں منعقد ہونے والے قادیانی جماعت کے مختلف اجتماعات میں

شرکت کیلئے مجبور کرتے ہیں اور مرزائیت قبول کرنے کے لئے دباؤ ڈالتے ہیں۔ بسا اوقات بعض مسلمانوں کو چناب نگر (ربوہ) لے جانے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں جو مسلمان مرزائیت کے جال میں نہیں پھنستے اور ان کے زیر نگر رہنے کیلئے آمادہ نہیں ہوتے یا قادیانیوں کے جھانسے میں نہیں آتے بلکہ الٹا مزاحمت کرتے ہیں ان کو حیلے بہانوں سے تنگ کیا جاتا ہے اور پولیس کی ملی بھگت سے ان کے خلاف سراسر جعلی و فرضی مقدمات بنوا دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ چند روز قبل کرکٹ کھیلتے ہوئے دو نوجوان آپس میں الجھ پڑے جس پر طارق حمید باجوہ، غالب حمید باجوہ، حمید رشید باجوہ، سعیل حلیم باجوہ، حلیم باجوہ، عباس ولد عمر حیات باجوہ، رفاقت ولد عمر حیات باجوہ، شہباز ولد عمر حیات، خالد باجوہ، غنصر ولد نثار باجوہ، اکبر ولد نصیر، مشتاق ولد اقبال، اعجاز ولد اقبال ۱۳ قادیانیوں نے مسلم شیخ برادری سے تعلق رکھنے والے مسلمان کھلاڑی کے ساتھ قادیانی کے الجھاؤ کا بہانہ بنا کر ان کے گھر پر حملہ کر دیا اور للکارتے ہوئے فائرنگ کی، ہراساں کیا اور دھمکیاں دیتے رہے بعد ازاں پولیس سے ساز باز کر کے حالات و واقعات کے برعکس اشرف، غلام محمد، عمران، الیاس، منیر احمد، نذیر احمد سمیت ۹ مسلمانوں کے خلاف زیر دفعہ ۱۴۸/۳۲۴، ۱۴۹ (ت۔پ) مقدمہ درج کرا دیا اور اب مقدمہ کی تفتیش پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کی اس اشتعال انگیز کارروائی کے خلاف ضلع بھر کے مذہبی حلقوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، سپاہ صحابہ، جمعیت علماء اسلام سمیت بیس سے زائد مذہبی و سیاسی تنظیموں اور ضلع بھر کے علماء کرام اور خطباء نے اس صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ جھوٹا مقدمہ فی الفور خارج کیا جائے۔ قادیانیوں کی اشتعال انگیز کارروائیوں کو روکا جائے۔ گاؤں کی مسلم شیخ برادری کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا سدباب کیا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ مذہبی رہنماؤں نے کہا ہے کہ انتظامیہ اور پولیس قانون کی عملداری کی صورتحال کو بہتر بنائے ورنہ پیش آمدہ حالات کی ذمہ داری ہم پر عائد نہ ہوگی۔

چیچہ وطنی (۱۶ ستمبر) علاقہ مجسٹریٹ حیدر امین نے ۲۹۸ سی (ت پ) کے مقدمہ کے قادیانی ملزم غفار احمد کی درخواست ضمانت فریقین کے وکلاء کے دلائل سننے کے بعد خارج کر دی استغاثہ کی طرف سے ریاض احمد طاہر ایڈووکیٹ نے پیروی کی جبکہ قادیانیوں کی طرف سے ناصر سراء نے دلائل دیئے فاضل عدالت نے دونوں طرف کے دلائل کی سماعت کے بعد درخواست ضمانت خارج کر دی۔ یاد رہے کہ نواحی چک نمبر ۳۷-۱۲ ایل کے تین قادیانیوں کے خلاف اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور ارتدادی لٹریچر تقسیم کرنے کے سلسلہ میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ نے ایف آئی آر درج کرائی تھی۔ جس کے بعد غفار احمد قادیانی کو گرفتار کر لیا گیا گذشتہ روز علاقہ مجسٹریٹ حیدر امین کی عدالت میں درخواست ضمانت کی سماعت کے موقع پر عدالت کے باہر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کے کارکنوں کی بھاری تعداد موجود تھی جبکہ پولیس نے سیکورٹی کیلئے بھاری نفری تعینات کر رکھی تھی۔

چیچہ وطنی (۱۶ ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ سرائے سدھو میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کیس کے مدعی اور سپاہ صحابہ کے رہنما بلال احمد کے قتل میں قادیانی اشفاق کے اعتراف کے بعد یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کہ ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے پیچھے قادیانی لابی کام کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں قادیانیوں کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان قانون کو ہاتھ میں لینے کے بجائے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا کر قانون کی عملداری پر یقین رکھتے ہیں لیکن مرزائی ایک طرف خود ساختہ مظلومات کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کو لگام نہ دی گئی تو پیش آمدہ حالات کی ذمہ داری حکومت اور قادیانیوں پر عائد ہو گی۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما قاری زاہد اقبال، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالباقی، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، محمد اسلم بھٹی اور مولانا طالب حسین سمیت ضلع ساہیوال کے ایک سو سے زائد علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ سرائے سدھو میں قتل کے محرکات کو سامنے لایا جائے علماء کرام نے حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ این جی اوز اور قادیانی جماعت پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

*** قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدِ باب کے لئے آئینی تقاضوں اور ذمہ داریوں کو پورا کیا جائے**

*** قادیانیت برطانوی استعمار کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اب یہود و نصاریٰ اس کی آبیاری کر رہے ہیں**

*** امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر عمل در آمد کی صورت حال بہتر بنائی جائے**

*** غیر ملکی امداد پر چلنے والی این جی اوز پر مکمل پابندی عائد کی جائے نیز شمالی علاقہ جات میں آغا خانیوں اور بیرونی اداروں کی مداخلت بند کرائی جائے**

چیچہ وطنی (۱۸ ستمبر) تحریک ختم نبوت کیلئے قانونی خدمات [illegible] ایڈووکیٹ کے اعزاز میں دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی میں منعقدہ استقبالیہ تقریب [illegible] حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی ریشہ دوانیوں کے سد باب کیلئے آئینی تقاضوں اور ذمہ داریوں کو پورا کیا جائے ورنہ عوام میں پیدا ہونے والے غیض و غضب کا سامنا کرنا حکومت کے بس میں نہ رہیگا۔ جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد ارشاد نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کام کرنے والے افراد اپنے لیے آخرت کا ذخیرہ کر رہے ہیں۔ ختم نبوت کا تحفظ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے اور دونوں جہانوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ ریاض احمد طاہر ایڈووکیٹ (سابق صدر بار ایسوسی ایشن چیچہ وطنی)

نے کہا کہ میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ میں چیچا وطنی میں منکرین ختم نبوت کے خلاف مقدمات میں مسلمانوں کا وکیل ہوں میں اس محاذ پر زندگی بھر خدمات سرانجام دیتا رہوں گا۔ کوئی خوف اور لالچ مجھے اس راستے سے ہٹا نہیں سکتا مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں قانونی امداد بہم پہنچانے والے وکلاء ہمارا ہراول دستہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں قابل تشویش ہیں انہوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپ کے سرمائے پر چلنے والی این جی اوز کی حکومتی سرپرستی ختم نہ کی گئی تو ہم خود ان کا راستہ روکیں گے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر پورے معاشرے کو حرام کاری اور زنا کی عام دعوت دی جارہی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری قاری زاہد اقبال نے کہا کہ قادیانیت برطانوی استعمار کا لگایا ہوا پودا ہے اور اب بھی یہود و نصاریٰ اس کی مکمل آبیاری کر رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالباقی نے کہا کہ تمام دینی جماعتیں قادیانیت کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے تحریک ختم نبوت کی مکمل حمایت کا اعلان کرتی ہیں۔ انجمن تحفظ حقوق شہریاں کے شیخ عبدالغنی نے کہا کہ ہمارے علاقے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کبھی بھی قادیانیت پنپ نہیں سکی۔ مولانا منظور احمد نے کہا کہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ اور این جی اوز اسلام دشمنی میں ایک ہیں این جی اوز مافیا ملک کے اسلامی و نظریاتی تشخص کو تباہ کررہا ہے اور دین دشمنی پر مبنی تمام تحریکوں اور فرقہ وارانہ دہشت گردی میں قادیانی ہاتھ کام کررہا ہے۔ ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ سرائے سدھو میں قادیانیوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے سپاہ صحابہ کے رہنما اور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کیس کے مدعی کے سانحہ قتل کے محرکات کو سامنے لایا جائے۔ ایک دوسری قرارداد میں لندن کے پاکستانی ہائی کمیشن کی طرف سے پاسپورٹ کے اجراء کیلئے فارموں سے عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان و یقین والی شق حذف کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے پرانے اور آئینی طریق کار کو بحال و برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنائی جائے اور غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر کفر و الحاد اور سیکولرازم کا راج قائم کرنے کے لئے کام کرنے والی این جی اوز پر مکمل پابندی عائد کی جائے نیز شمالی علاقہ جات میں آغاخانیوں اور بیرونی اداروں کی مداخلت بند کرائی جائے۔

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۱۹، ستمبر گڑھا موڑ، بورے والا احرار کارکنوں سے ملاقات و مشاورت۔ ۲۰ ستمبر گوجرانوالہ، کارکنان احرار سے ملاقات و مشاورت ہمراہ سید محمد یونس بخاری، ۲۱ ستمبر مجلس ذکر و اصلاحی بیان مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات۔ ۲۲ ستمبر خطبۂ جمعہ ناگڑیاں ضلع گجرات، ملاقات و مشاورت احباب احرار ہمراہ سید محمد یونس بخاری صاحب۔ ۲۳ ستمبر درس قرآن کریم بعد از عشاء جامع مسجد آرائے بازار لاہور کینٹ۔ ۲۴ ستمبر قیام دفتر احرار لاہور شرکت مشاورت کارکنان احرار۔ ۲۵، ۲۶ ستمبر قیام دار بنی ہاشم ملتان ۲۷، درس قرآن کریم بعد عشاء مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان ۲۸، ستمبر مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان۔ ۲۹ ستمبر خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم و درس قرآن

کریم بعد عشاء بخاری مسجد خونی برج ملتان۔ ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر قیام ملتان ۲۔ اکتوبر قیام مسجد احرار چناب نگر ۳۔ اکتوبر مجلس ذکر، درس قرآن کریم بر مکان شیخ بشیر احمد نور محلی (ناظم مجلس احرار اسلام ملتان) عثمان آباد کالونی بوسن روڈ ۴۔ اکتوبر خطاب بعد عشاء عظمت قرآن کانفرنس مدرسہ گلشن رسول امیر معاویہ، ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی ۵۔ اکتوبر قیام مسجد احرار چناب نگر ۶۔ اکتوبر خطبہ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز چنیوٹ ۷۔ اکتوبر قیام چناب نگر۔ ۸۔ اکتوبر خطاب بعد از ظہر مسجد نور فتح گڑھ سیالکوٹ، بعد از عصر ملاقات و مشاورت کارکنان احرار مرید کے ضلع شیخوپورہ ۹۔ اکتوبر مجلس ذکر بعد مغرب دفتر احرار لاہور، ۱۰۔ اکتوبر قیام دفتر احرار لاہور ۱۱، ۱۲، اکتوبر قیام مسجد احرا چناب نگر۔ ۱۳۔ اکتوبر خطبۂ جمعہ مسجد صدیقیہ کمالیہ ضلع ٹوبا، ۱۴۔ اکتوبر آغاز سفر بسلسلہ شرکت اجتماعاتِ احرار ضلع رحیم یار خان۔ درس قرآن کریم بعد نماز مغرب مدرسہ معمورہ الیاس کالونی صادق آباد ۱۵۔ اکتوبر بیان بعد ظہر جاہ بیلا درس قرآن کریم بعد مغرب ڈیرہ سید عبدالستار شاہ صاحب بدلی شریف ۱۶۔ اکتوبر بستی درخواست اور کارکنوں سے ملاقات، صبح دس بجے بعد ظہر بیان بستی قیصر جوبان ۱۷، بعد ظہر بیان مدرسہ رحمانیہ مسجد معاویہ بستی حاجی محمود خانواہ ۱۸۔ اکتوبر صبح دس بجے افتتاح و دعا مدرسہ احرار اسلام بستی میرک، بعد نماز مغرب درس قرآن مجید شہباز پور، ۱۹۔ اکتوبر قیام ملتان، ۲۰۔ اکتوبر فتح قادیان کانفرنس احرار مرکز چنیوٹ، قبل از نماز جمعہ، ۲۱، تا ۲۴۔ اکتوبر قیام مسجد احرار چناب نگر ۲۵۔ اکتوبر خطاب بعد ظہر اجتماع حرکت المجاہدین خانیوال، بعد نماز عشاء شرکت سالانہ اجتماع نقش بندیہ جلال پور پیر والا ۲۶۔ اکتوبر مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان ۲۷۔ اکتوبر خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان ۲۸۔ اکتوبر بعد عشاء درس قرآن مجید برمکان محمد اسمٰعیل سورج میانی ملتان ۲۹۔ اکتوبر بعد ظہر بیٹ میر ہزار ضلع مظفر گڑھ قیام شب علی پور ۳۰۔ اکتوبر بیان بعد ظہر ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ ۳۱۔ اکتوبر تا ۲ نومبر قیام مسجد احرار چناب نگر ۳، نومبر خطبہ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز چنیوٹ۔ ۴ نومبر آغاز سفر بسلسلہ اجتماعات احرار ضلع رحیم یار خان ۵ نومبر بستی حسن خان جانڈیہ علاقہ آباد پور ضلع رحیم یار خان بیان بعد ظہر، ۶، نومبر جاہ رانجھے والا، بعد ظہر بخاری مسجد بستی مولویاں درس قرآن مجید بعد نماز عشاء ۷، نومبر بستی اسلام آباد بیان بعد از ظہر ۸، نومبر بستی عبدالحمید جانڈیہ بستی اللہ آباد علاقہ رحیم آباد ۹، نومبر قیام ملتان ۱۰ نومبر خطبہ جمعہ مسجد احرار چناب نگر ۱۱، نومبر سالانہ مجلس قرأت بعد نماز عشاء، مسجد احرار چناب نگر، ۱۲، تا ۱۵ نومبر قیام چناب نگر و چنیوٹ ۱۶، نومبر مجلس بعد نماز مغرب دفتر احرار لاہور۔ خطاب بعد عشاء مدنی مسجد غازی آباد لاہور۔ ۱۷، نومبر خطبۂ جمعہ جامع مسجد الفاروق مغل پورہ لاہور۔ بعد نماز مغرب درس قرآن و دستار بندی جامع اسلامیہ کمہار پورہ لاہور ۱۹، تا ۲۳، نومبر اسفار برائے شرکت سالانہ اجتماعات احرار حاصل پور، شعلی غربی، چشتیاں، بخش خان، بہاولنگر، جنڈ والا، خان پور تحصیل میلسی۔ ۲۳، نومبر مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان ۲۴ نومبر خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان ۲۵ نومبر ۲۸ شعبان تا عید الفطر قیام مسجد احرار چناب نگر۔

سید کفیل بخاری نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۲۳، ۲۴ ستمبر دفتر احرار لاہور ملاقات و مشاورت احباب احرار لاہور، ۲۵ ستمبر تا ۳۔ اکتوبر قیام دار بنی ہاشم ملتان ۴۔ اکتوبر خطاب بعد عشاء عظمت قرآن کانفرنس ٹبہ سلطانپور ۵۔ ۶۔ اکتوبر قیام ملتان، ۷۔ اکتوبر درس قرآن بعد از مغرب اتحاد کالونی لاہور ۸، تا ۱۰۔ اکتوبر قیام دفتر احرار لاہور ۱۱۔ اکتوبر ملتان ۱۳۔ اکتوبر خطبہ جمعہ مسجد احرار چناب نگر ۱۴ تا ۱۹۔ اکتوبر قیام ملتان ۲۰۔ اکتوبر خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان۔ ۲۱۔ اکتوبر خطاب بعد نماز عشاء سالانہ تبلیغی جلسہ خیر پور میرس سندھ ۲۲۔ اکتوبر قیام بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان ۲۳ تا ۲۶۔ اکتوبر قیام ملتان، ۲۷۔ اکتوبر خطبہ جمعہ و خطاب سالانہ جلسہ جامعہ معاذ بدھلہ روڈ ملتان ۲۹۔ اکتوبر خطاب بعد ظہر سالانہ جلسہ اچ شریف، ۲ نومبر خطاب بعد نماز عشاء مسجد اللہ والی کہروڑ پکا ۳ تا ۷ نومبر قیام ملتان ۸، نومبر خطاب بعد نماز عشاء مدرسہ عربیہ احیاء اسلام بستی قریشی تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان ۱۰ نومبر خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان ۱۱، نومبر شرکت سالانہ مجلس قرأت چناب نگر

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء

مؤلف: محمد عمر فاروق

جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک

''فوجی بھرتی بائیکاٹ'' ہندوستان بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز

اکابر احرار کی جرأت و کردار * آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ * قربانی و ایثار کی لازوال

داستان ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات

تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب (=/150 روپے)

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 061-511961

بقیہ از ص 56

ہمراہ طالبان سے آملے ہیں باغیوں نے فرار ہوتے ہوئے اپنا تمام اسلحہ کشتیوں میں ڈال کر تاجکستان کے جنگلوں میں منتقل کر دیا ہے دریں اثنا طالبان کے دلیر مجاہدین نے کمانڈر عبدالباقی کی سر کردگی میں فرخار کی طرف واقع مزید چھ اہم دفاعی نوعیت کی چوٹیوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے (ہفت روزہ ''ضرب مومن'' کراچی ۲۳ تا ۲۹ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

مرتب: محمد الیاس

اخبار الجہاد

افغانستان: طالقان پر قبضہ مستحکم، فرخار و خواجہ غار کی طرف پیش قدمی ۴۰۰ باغیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

وخار کی قریبی پانچ اہم پہاڑیوں اور طالقان کے ارد گرد تمام اہم بلند چوٹیوں پر طالبان کے قبضہ کے بعد احمد شاہ مسعود طالقان سے مایوس ہو گئے باغیوں کیلئے عام معافی کا اعلان، ہتھیار ڈالنے کے لئے خواجہ غار دشت ارچی، امام صاحب، اور بندر شیر خان کے درجنوں کمانڈروں کے طالبان حکام سے بلواسطہ اور بلاواسطہ رابطے شروع ہو گئے ہیں۔ طالقان کو اس وقت کوئی بھی خطرہ نہیں کیونکہ صوبائی دارالحکومت کے ارد گرد تمام بلند و بالا چوٹیوں پر طالبان قابض ہیں احمد شاہ مسعود کی قوت منتشر ہو چکی ہے۔ (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۱۶ تا ۲۱ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

کشمیر: مجاہدین جیش کی یلغار، بھارتی چوکیاں تباہ ۷۶ ہلاک

سماہنی، نوشہرہ سیکٹر اور گلرناگ میں راکٹوں اور پیکا گنوں سے فضائی حملے ۶۱ فوجی ہلاک دو پوسٹیں اور ایک عمارت تباہ، مجاہدین بحفاظت محفوظ ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔ سانگلہ میں انڈین آرمی کے کیمپ میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ۱۵ فوجی جہنم رسید، اسلحہ ڈپو تباہ انڈین آرمی میں کھلبلی مچ گئی (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۹ تا ۱۵ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج سے مجاہدین کی جھڑپیں، ۱۷ فوجی ہلاک

بروسیکٹر میں مجاہدین کا دو چوکیوں پر حملہ ۲۲ فوجی ہلاک، اسلحہ ڈپو پر قبضہ، راجوری میں ۲۳ فوجی مارے گئے اور ۸ مجاہد بھی شہید ہو گئے منجا گوٹ میں مجاہدین کا بھارتی پوسٹ پر راکٹوں سے حملہ چار فوجی ہلاک، ڈوڈہ میں چار فوجی مارے گئے اور ۲ مجاہد شہید ہوئے اس کے علاوہ سوپور چوک میں ۳ فوجی جہنم واصل ہو گئے (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۶ ستمبر ۲۰۰۰ء)

*** مجاہدین نے بریگیڈیئر ۲ کرنل، ۳ میجروں سمیت ۸۰ فوجی مار ڈالے**

گزشتہ حملوں کے دوران بھارت کے تین فوجی کیمپ تباہ، دو اسلحہ ڈپو اور درجنوں گاڑیاں تباہ کر دیں اور سینکڑوں فوجی زخمی ہو گئے اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے حملوں میں فوج کے تین کیمپ تباہ ہوئے اور دو اسلحہ ڈپو و متعدد گاڑیاں بھی تباہ ہو گئیں۔ ایک اہم جھڑپ راجواڑ میں ہوئی جس میں مجاہدین نے بارودی سرنگ کا دھماکہ کر کے ایک بریگیڈیر اور ایک کرنل کو بارہ اہلکاروں سمیت جہنم واصل کیا (روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد ۱۲ ستمبر ۲۰۰۰ء)

چیچنیا: چیچن جانبازوں کی شعلہ بار کارروائیاں ۲۲۰ فوجی مردار

گروزنی کرستوی، نولاک، غلغر یورپ اور نوزی پرت میں گھمسان کی جھڑپ میں متعدد ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں، گروزنی میں مجاہدین ہر وقت مسلح پھرتے ہیں اور موقع ملتے ہی روسی فوجیوں پر حملہ کر دیتے ہیں، روسی فوجی منت سماجت پر اتر آئے روسی فوجی اکثر اوقات بازاروں میں اور عام لوگوں کی جمع ہونے کی جگہوں میں اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ چیچن عوام ہمارے ساتھ تعاون کریں اور گروزنی سے مجاہدین کو نکال باہر کریں دوسری طرف

روسی حکومت نے نام نہاد چیچن پارلیمنٹ کے ایک رکن کو چیچن صدر اسلان مسخادوف سے مذاکرات کیلئے مقرر کیا ہے تاکہ چیچنیا میں جنگ بندی ہو سکے (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۹ تا ۱۵ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

* چیچن مجاہدین نے ۲۳۷ فوجی مردار، روسی جنرل سمیت ۳ اعلیٰ فوجی افسر گرفتار کر لیے۔ چیچن مجاہدین نے نجیورت کے علاقے میں گھات لگا کر پانچ روسی فوجیوں کو گرفتار کر لیا دوران تفتیش پتا چلا کہ ان میں سے ایک روسی فوجی جنرل ہے جبکہ دوسرا اعلیٰ فوجی افسر ہے دریں اثنا چیچن مجاہدین نے پورے ہفتے کے دوران لڑی جانے والی مختلف جھڑپوں میں ۲۳۷ روسی فوجیوں کو مردار کیا ہے (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۱۶ تا ۲۲ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

* چیچن مجاہدین کے تابڑ توڑ حملے، ۶۰ روسی فوجی ہلاک، روسی فوج نے ۴ بچے مار ڈالے زبائی یورٹ کے علاقے میں روسی فوج پر حملہ کیا جس میں کئی روسی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے اس کے علاوہ گروزنی کے قریب جھڑپ میں کئی فوجی ہلاک ہو گئے روسی فوجیوں کی تعداد ۶۰ سے زائد ہو گئی ہے (روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد ۱۹ ستمبر ۲۰۰۰)

فلسطین: مذاکرات کی بجائے مزاحمت کا راستہ اختیار کیا جائے حماس

ایسے اقدام آزادی کی بجائے غلامی کی طرف لے جاتے ہیں، یہودی مذاکرات کی زبان نہیں سمجھتے یاسر عرفات ایسے ڈراموں کے ماہر ہیں، اعلان آزادی واپس لے کر عوام کو مایوس کیا اسلامی مزاحمتی تحریک "حماس" کے سیاسی شعبہ کے چیئرمین خالد مشعل نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ یاسر عرفات ہر سال اس طرح کا ڈرامہ کرتا ہے اور وقت جب قریب آتا ہے تو اعلان واپس لے لیتا ہے اس سے فلسطینی عوام میں مایوسی پھیلتی ہے۔ خالد مشعل نے اوسلو معاہدے کے بانی اور مذاکراتی ٹیم کے چیئرمین احمد قری کے اس بیان کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور اس کو یہودیوں کی سازش قرار دیا جائے۔ احمد قری نے دشمن کے ساتھ خفیہ مذاکرات کر کے فلسطینیوں کو دھوکہ دیا ہے (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۲ ستمبر ۲۰۰۰)

* پوری قوت کے ساتھ اسرائیلی آرمی ٹھکانوں کو نشانہ بنائیں گے: ملٹری ونگ کمانڈر جب تک ہمارے مقدس مقامات اور فلسطین کی زمین خالی نہیں کی جاتی یہودی ایسنوں کی لاشیں اٹھاتے اور دھماکوں کی آوازیں سنتے رہیں گے، فلسطین کی معروف جہادی تنظیم حماس کے ملٹری ونگ عزالدین القسام بریگیڈ نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیلی کمانڈر آرمی کے ٹھکانوں کو پوری قوت کے ساتھ نشانہ بنایا جائے گا اور یہ کام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک یہ ٹھکانے فلسطین کی سرزمین پر قائم ہیں القسام بریگیڈ نے یاسر عرفات اتھارٹی کو خبردار کیا ہے کہ وہ مغربی کنارے کے ملٹری کمانڈر محمود ابو حنود جو کارروائی میں زخمی ہو گئے تھے اور اس کو یاسر عرفات اتھارٹی نے گرفتار کر لیا تھا اس کو اسرائیل کے حوالے نہ کرے اگر ایسا کیا گیا تو تمام تر ذمہ داری یاسر عرفات اتھارٹی پر ہو گی (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۹ تا ۱۵ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ)

افغانستان: دشت ارچی امام صاحب اور بندر شیر خان پر قبضہ

طالبان نے بغیر کسی مزاحمت کے قلعہ امام صاحب دشت ارچی اور دریائے آمول کے کنارے بندر شیر خان پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ امام صاحب اور دشت ارچی کے کمانڈر صاحب خان اور کمانڈر محراب اپنے سینکڑوں حامیوں کے

بقیہ 54 پر

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

★ پاکستان میں طالبان ازم کا فروغ تشویش کا باعث ہے۔ (امریکہ)
اپنی خیر مناؤ روس کے بعد تمہاری باری ہے

★ پنجاب میں سو ماڈل تھانے قائم کرنے کا فیصلہ۔ (ایک خبر)
جدید طرز پر کمائی کے مراکز!

★ سنٹرل مارکنگ سے اساتذہ کا کردار مشکوک ہوتا ہے۔ (ماہرین تعلیم)
پیسے چاہئیں غیرت آنی جانی چیز ہے

★ فیڈرل سروسز ٹربیونل کے چیئرمین "جلال الدین اکبر جی" نے کارروائی سے پہلے تلاوت پر پابندی لگا دی (ایک خبر)
پھر تو "جلال الدین اکبر جی" اور "اردشیر کاؤس جی میں کوئی فرق نہ رہا۔

★ چینی تیس روپے کلو پیز بائیس روپے کل آٹا بارہ روپے کلو (ایک خبر)

آٹا مہنگا ہویا تے کی ہویا ﻟﻮﮐﻮ! شور مچاون دا حق کوئی نئی
تے میرے ملک وچ کے غریب نوں وی چینی چاہ وچ پاون دا حق کوئی نئی

★ کراچی سارجنٹ نے ڈرائیور کو برہنہ کر دیا۔ (ایک خبر)
اپنا فرض ادا کیا!

★ ملتان شوہر نے بیوی کو لسی میں زہر پلا کر قبر میں اتار دیا (ایک خبر)
جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے "تم میں اچھا وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں سے اچھا ہے"

★ سیاست دانوں میں جمہوریت کا شعور نہیں ہے۔ (وزیر قانون خالد رانجھا)
کوئی ایرے ہیں کوئی غیرے ہیں کوئی نتھو ہیں کوئی خیرے ہیں

★ جالب نے "لاڑکانے چلو" جیسی مردہ نظمیں کہیں۔ (مظفر وارثی)
تنہائی میں تہجد پڑھنا اور بات ہے! اور سٹیج پر سچ کہہ کر جیل جانا اور بات ہے۔

★ رشوت کی پوری رقم نہ ملنے پر ٹریفک پولیس کا ڈرائیور پر تشدد! (ایک خبر)
پولیس نے ملک میں ات مچا رکھی ہے

★ یوٹیلیٹی بلوں کے نادہندہ الیکشن نہیں لڑ سکیں گے (عمر اصغر)
کچھ بھی کر لیں آگے ان کے بھتیجے بھانجے ہی آئیں گے۔

★ بلوں نے مار دیا مہنگائی نے کمر توڑ دی (خبریں موبائل فورم)
ٹی روپئے کھنڈ غریباں! چھتراں دے نال ونڈ غریباں!

★ سرکاری محکموں میں چھانٹی کے سوا کوئی چارہ نہیں، (وزیر داخلہ)
اور بھاری تنخواہ پر ایجوکیشن کو اردلی نیسٹر حال ہی میں بھرتی کئے گئے ہیں۔

تبصرہ: خادم حسین

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

ششماہی "السیرۃ" العالمی شمارہ ۲، ۳، (کراچی)

اچھا نام، پاکیزہ عنوان، نورانی کام اور علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل انتہائی خوبصورت ششماہی مجلہ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ جون ۱۹۹۹ء کو اس کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا رمضان ۱۴۲۰ھ دسمبر ۱۹۹۹ء کو دوسرا اور ربیع الاول ۱۴۲۱ھ جون ۲۰۰۰ء کو تیسرا شمارہ شائع ہوا ہر شمارہ پہلے سے بہتر صورت میں پیش کیا گیا اور اپنی مختصر سی صحافتی زندگی میں السیرۃ العالمی نے دینی رسائل و جرائد میں اپنا نام اور مقام دونوں کو منوا لیا ہے صوری اور معنوی اعتبار سے کسی بھی جریدہ سے کم نہیں سوچنے کی بات ہے اور مخدوم محترم سید فضل الرحمن صاحب کو خوب سوجھی انہوں نے تحریری خدمت کیلئے جس عنوان کو منتخب کیا اس کی شان و عظمت ہی نرالی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر قیامت تک لکھا جاتا رہے گا۔ لیکن امت پر آپ علیہ السلام کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ مخدوم محترم سید فضل الرحمن اور سید عزیز الرحمن صاحب نے توفیق الٰہی سے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ اس کیلئے بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

"السیرۃ" کے دوسرے شمارہ رمضان ۱۴۲۰ھ دسمبر ۱۹۹۹ء میں درج ذیل تحریریں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وحی کیا ہے؟ مولانا سید محبوب حسن واسطی حدیث کی حجیت، ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم احادیث کی روشنی میں، ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی اسراء، معراج، روحانی یا جسمانی، سید فضل الرحمن عہد نبوی کے نظام تعلیم و تربیت میں صفہ و اصحابِ صفہ کا کردار، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی تجارت کے اصولِ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، سید عزیز الرحمن احادیث کے محاورات و استعارات، ڈاکٹر منیر احمد خان پیغام سیرت کے طور پر "عدم برداشت اور تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" کے زیر عنوان علمی و تحقیقی اداریہ مجلہ کی جان ہے جو قرآن و حدیث کے دلائل سے مرصع و مجلا ہے موجودہ قومی زوال کے اسباب میں ایک عدم برداشت کا رویہ بھی ہے۔

حسب سابق تیسرا شمارہ بابت ربیع الاول ۱۴۲۱ھ جون ۲۰۰۰ء، بھی علمی و تحقیقی مضامین کے جلو میں منصہ شہود پر ہے اپنے قاری کو ایک ایسے نورانی ماحول میں پہنچا دیتا ہے جہاں سکون روح، اطمینانِ قلب وافر ہے۔ "احتساب کی ضرورت اور اس کا اسلامی طریقہ کار" کے زیر عنوان وقیع اداریہ میں پاکستان میں عدم احتساب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نقصانات اور تباہی سے بچنے کیلئے اسوۂ حسنہ اور خلفاء راشدین کے عمل کی روشنی میں احتساب کی مثالیں پیش کر کے حکمران اور رعایا دونوں کو خبردار کیا گیا ہے۔

سیرت کی تعریف اور حدود و قیود، مولانا اکرام اللہ جان قاسمی، مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے آئینے میں، ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی میثاقِ مدینہ، سیاست نبوی کا مثالی شاہکار، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی اور عسکری حکمت عملی، شاہ مصباح الدین شکیل انسانی جنس کا ارتقاء، قرآن مجید، احادیث نبوی اور جدید سائنس کی روشنی میں، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری بلوچستان میں پاکستانی زبانوں میں تذکرۂ سیرت،

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر اور دیگر اہم مضامین ستاروں کی طرح السیرۃ کے آسمان پر کہکشاں بن کر جگمگ جگمگ کر رہے ہیں۔

"السیرۃ" کا سالانہ زر تعاون اندرون ملک ۱۸۰ روپے اور بیرون ملک ۱۸، امریکی ڈالر ہیں۔ رابطہ و ترسیل زر کیلئے: زوار اکیڈمی اے ۷/۴ ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔ ۱۸، پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰

اقوالِ سلف (حصہ اوّل)

مرتب: حضرت مولانا قمر الزمان صاحب الہٰ آبادی
ضخامت: ۳۲۱ صفحات۔ قیمت: درج نہیں
اشاعت: چہارم ۱۴۲۱ھ
ناشر: القاسم اکیڈمی، ادارۃ العلم والتحقیق
جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد ضلع نوشہرہ (صوبہ سرحد)

حضرت مولانا قمر الزمان خان صاحب الہٰ آبادی ہندوستان معروف عالم اور شیخ طریقت ہیں انہوں نے "اقوال سلف" کے عنوان سے چھے جلدوں پر مشتمل کتاب تالیف فرمائی ہے محترم مولانا عبدالقیوم حقانی جنہیں علمی و تحقیقی کام سے خاص انس ہے "اقوال سلف" حصہ اوّل کی اشاعت اُن کے اسی دینی و علمی جذبہ کی تسکین ہے۔ مولانا نے باقی پانچ حصوں کی اشاعت کا بھی مُژدہ رقم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر کی تکمیل کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

اس وقت "اقوال سلف" حصہ اوّل ہمارے پیش نظر ہے جس میں حضرت مولانا قمر الزمان صاحب زیدت معالیکم نے تیسری صدی ہجری تک کے اکابر و مشائخ کے مختصر حالات اور مفید اقوال مستند ماخذ سے درج فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام و صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین، اولیاء و اولیات، عارفین اور عارفات کے تذکار و اقوال سے معمور یہ کتاب ہر لحاظ سے خواص و عوام کیلئے نافع و ناصح ہے امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر شیخ فتح بن شخرف مروزی (م ۲۷۳ھ) تک دو سو سے زائد شخصیات کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

ماہنامہ الرشید لاھور

سیرت النبی اور غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید ابوالحسن علی ندوی اور محمد یوسف لدھیانوی رحمہم اللہ پر خصوصی اشاعت

گرامی قدر حضرت حافظ عبد الرشید ارشد صاحب دامت برکاتہم دینی صحافت میں "مزدور صحافی" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک باہمت، پُرعزم اور زندہ دل انسان۔ نئی نسل بوڑھوں کی مجلس میں اکتاہٹ محسوس کرتی ہے۔ اور یورپئین تہذیب سے متاثر ہو کر اپنے اس رویے کو (Generation Gape) نسلی خلا کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔ حافظ صاحب مدظلہ عالم با عمل ہیں۔ اعلیٰ ادبی و مطالعاتی ذوق رکھتے ہیں، ہمہ جُو ہیں اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں بیٹھ کر پُرانے چراغ یاد آتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ وہ سخن طراز ہوں اور ہم خاموش سامع بن کر بیٹھے رہیں۔ تاریخ، مذہب، فلسفہ، ادب، سیاست اور ذاتی مشاہدات غرض ہر موضوع پر مستند معلومات فراہم کرتے ہیں۔

ماہنامہ الرشید کے کئی خاص نمبر شائع کر چکے ہیں۔ شخصیات و سوانح اور تذکرہ آپ بیتی ان کا خاص موضوع ہے۔ واردات و مشاہدات کے زیر عنوان ایک عرصہ سے لکھ رہے ہیں۔ اور خوب لکھ رہے ہیں۔ "الرشید" کے نعت نمبر، مدنی و اقبال نمبر، دارالعلوم دیوبند نمبر اور حکیم سعید نمبر کے بعد زیرِ تبصرہ خصوصی اشاعت عصر حاضر کے دو عظیم غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید سے منسوب ہے۔ ۴۹۶ صفحات کی اس خاص اشاعت کے آغاز میں سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف

گوشوں پر مختلف معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اور پھر درجہ بالا دونوں شخصیات پر مطبوعہ و غیر مطبوعہ مضامین اور نظمیں شامل کی گئی ہیں۔ بکھرے ہوئے مواد کو سلیقے کے ساتھ مرتب کر کے قارئین کو پیش کرنا حافظ صاحب محترم کا خاص شغف اور ذوق ہے۔ ابتداء میں اعتذار و تشکر کے زیر عنوان رسائل کی اشاعت میں وسائل کا ذکر بھی ہے۔ لیکن حافظ صاحب اس کے باوجود اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے اس جرءات مندانہ واقع کو بھی قلم بند کریں گے جب حضرت مرحوم نے کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ میں مرزائیوں کا جلسہ الٹ دیا تھا حافظ صاحب اس موقع کے عینی شاہد ہیں امید ہے وہ جلد اپنا وعدہ پورا کریں گے۔

اس خاص اشاعت میں بہت اچھے مضامین ہیں جن میں دونوں ممدوح شخصیات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے مگر حافظ صاحب کے "واردات و مشاہدات" کی اپنی ہی شان ہے اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور خدمتِ دین کی مزید توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

الرشید کا سالانہ چندہ =/150 روپے ہے، عام شمارہ =/15 روپے میں اور زیر تبصرہ خصوصی اشاعت (بابت جولائی ۲۰۰۰ء) کی قیمت /200 روپے ہے۔

مکتبہ رشیدیہ، ۲۵، لوئر مال لاہور سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ (مدیر)

فتح قادیان کانفرنس

۲۰، اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

۱ بجے قبل از نماز جمعہ
مدنی مسجد، احرار مرکز،
بخاری ٹاؤن، سرگودھا
روڈ، چنیوٹ ضلع جھنگ

خصوصی خطاب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرار اسلام پاکستان

سید عطاء المحسن بخاری کی ولادت

مدیر نقیب ختم نبوت، سید محمد کفیل بخاری کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا ہے۔

ولادت: ۲۶- جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ مطابق

۲۵- ستمبر ۲۰۰۰ء بروز پیر۔ نومولود کا نام سید عطاء المحسن بخاری تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ نومولود کو اسم بامسمیٰ بنائے، دین اسلام کا عالم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سپاہی بنائے اور ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلائے نیز والدین کے لئے مغفرت کا ذریعہ بنائے (آمین) اراکین ادارہ مدیر محترم کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

ماہانہ مجلس ذکر و روحانی اجتماع

26- اکتوبر بروز جمعرات مجلس ذکر

بعد نماز عشاء دار بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان

بعد از ذکر امیر احرار حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتھم

اصلاحی تربیتی بیان بھی فرمائیں گے۔ احباب و متعلقین نماز مغرب تک پہنچ جائیں

المعلن- ناظم مدرسہ معمورہ ملتان فون 061-511961

مسلسل اشاعت باقاعدگی کے ساتھ

نام ایک مضامین مختلف

جامعہ فاروقیہ کراچی سے چار زبانوں میں شائع ہونے والا

الفاروق

نمونے کی کاپی مفت طلب فرمائیں

پاکستان کا واحد اسلامی رسالہ

"الفاروق" پاکستان کا واحد اسلامی رسالہ ہے جو چار زبانوں میں شائع ہوتا ہے عربی، اردو، سندھی، انگریزی

الفاروق

ہر چار زبانوں کے قارئین کو دلچسپ، عام فہم اور متنوع موضوعات پر شستہ دینی معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس طرح جامعہ فاروقیہ کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ الفاروق کے نام سے چار زبانوں میں رسالے شائع کر رہا ہے۔

ہر رسالے میں مضامین کا انتخاب جداگانہ، انداز یگانہ اور موضوع منفرد

الفاروق عربی، اردو، سندھی اور انگریزی میں سے ایک الفاروق یقیناً آپ کے لیے بھی ہے۔

تو پھر اس مہینے سے باقاعدگی کے ساتھ الفاروق کو اپنے مطالعے میں رکھیے۔

سہ ماہی
الفاروق عربی
فی شمارہ 17/= روپے
سالانہ 60/= روپے
سالانہ زر اشتراک ہوائی ڈاک
بیرون ملک 15 ڈالر

ماہنامہ
الفاروق اردو
فی شمارہ 13/= روپے
سالانہ 150/= روپے
سالانہ زر اشتراک ہوائی ڈاک
ایشیا ـــــ 20 امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ـــــ 22 امریکی ڈالر
جنوبی امریکہ ـــــ 27 امریکی ڈالر
شمالی امریکہ، آسٹریلیا ـــــ 32 امریکی ڈالر

ماہنامہ
الفاروق سندھی
فی شمارہ 10/= روپے
سالانہ 110/= روپے
(عام ڈاک سے)

ماہنامہ
الفاروق انگریزی
فی شمارہ 16/= روپے
سالانہ 170/= روپے
سالانہ زر اشتراک ہوائی ڈاک
ایشیا ـــــ 20 امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ـــــ 24 امریکی ڈالر
جنوبی امریکہ ـــــ 22 امریکی ڈالر
شمالی امریکہ، آسٹریلیا ـــــ 27 امریکی ڈالر

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/ ۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

تاریخ تحفظ ختم نبوت سیریز

۱۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں کی باتیں =/۸۰ روپے
۲۔ کاروان تحریک ختم نبوت کے چند نقوش =/۸۰ روپے
۳۔ جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا =/۸۰ روپے
۴۔ تحریک ختم نبوت کی یادیں =/۸۰ روپے
۵۔ دفاعِ ختم نبوت =/۸۰ روپے
۶۔ محاصرۂ قادیانیت =/۹۰ روپے
۷۔ قادیانی غداروں کی نشاندہی =/۹۰ روپے
۸۔ فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں =/۹۰ روپے
۹۔ شاہراہ عشق کے مسافر =/۹۰ روپے
۱۰۔ ختم نبوت کے محافظ =/۹۰ روپے
۱۱۔ مجاہدین ختم نبوت کی داستانیں =/۹۰ روپے
۱۲۔ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان =/۹۰ روپے

تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کے ایمان افروز بیانات
کارکنوں کے جرأت مندانہ کارنامے اور یادداشتیں
شہداء ختم نبوت کے ایمان پرور واقعات
مجاہدوں کی داستانیں محافظوں کی باتیں
غداروں کی گھاتیں

محمد طاہر رزاق کی مرزائیت شکن کتابیں

قادیانیت کش

مرزا قادیانی کے اخلاق، لباس، خوراک، شاعری اور ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں مستند دستاویز (قیمت =/۷۰ روپے)

دجال قادیان

قادیان کے بدکردار، مرزا قادیانی کو کس نے اور کیوں نبی بنایا؟ (=/۷۰ روپے)

فتنہ قادیانیت کو پہچانیئے

قادیانیت کا ہر گوشہ آئینہ حقیقت کے سامنے
(=/۱۵۰ روپے)
قادیانیت شکن =/۷۵ روپے

سینکڑوں عنوانات پر مشتمل دینی و تاریخی سیریز تحریک کے ہر کارکن کے مطالعہ کے لئے مصنف کا بہترین تحفہ

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔

جنت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

مرکزی مسجد عثمانیہ

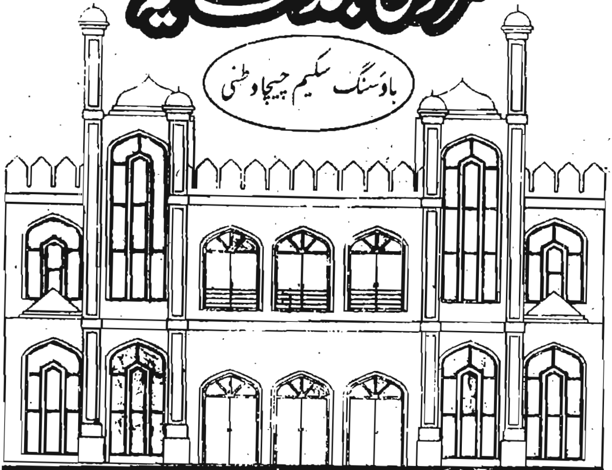

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی فون نمبر: 0445 - 611657

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 9-2324 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب

انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 610955 - 0445

ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سیکم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیرِ شریعت نمبر
بیاد
امیرِ شریعت، خطیب الامت
بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

جانشین امیرِ شریعت نمبر
بیاد
جانشین امیرِ شریعت، قائدِ احرار
سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

✪ اردو زبان کے
✪ سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
✪ ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان
✪ خاندانی حالات سیرت کے مجلہ اوراق،
✪ خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ✪ بزم سے لے کر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ✪ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔
✪ خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت صفحات: 576، قیمت 300 روپے
مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت۔ صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

✪ ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار ✪ ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ✪ ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ✪ تاریخ احرار کا ایک روشن باب ✪ فکرِ احرار کا امین و وارث،
✪ عظمت صحابہ کا نقیب و محافظ۔
ایک مفکر، مبلّغ خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات۔

صفحات.................. 300
قیمت.................. 50 روپے
پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون ۰۶۱-۵۱۱۹۶۱

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم تیس مدارس، قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ ہے۔ جس میں طلباء کی رہائش، وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج، شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔

اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

- مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون 04524-211523
- بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ • مدرسہ عربیہ محمودیہ بیت القرآن، چاہ کیکر والا موضع محبت پور
- احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ، ضلع جھنگ (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ، جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511961
- مدرسہ معمورہ، مسجد نور۔ تغلق روڈ ملتان • مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ معمورہ۔ 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون 042-5865465
- دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچہ وطنی فون 0445-611657
- دار العلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی، فون 0445-610955
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون 0693-690013
- مدرسہ و مسجد ختم نبوت، نواں چوک، گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی • مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک P - 14 خان پور
- مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی • مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ، تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن رحیمیہ احرار اسلام بستی گوڈی (ضلع بہاولپور) • مدرسہ احرار اسلام۔ مصطفیٰ آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ابوبکر صدیق، جامع مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون 412201 - 05776
- جامعہ بُستانِ عائشہ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356 • مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔
- مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر) • مدرسہ و مسجد معاویہ۔ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر) (زیر تعمیر) مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام، چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ • مدرسہ معمورہ، مسجد معاویہ، بستی مہر پور۔ ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان • مدرسہ معمورہ۔ مسجد طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان
- جامعہ معاذ بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر) • مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان • مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد شبلی غربی (ضلع بہاولنگر)

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر: **ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری**

• مدیر وفاق المدارس الاحرار • امیر مجلس احرار اسلام پاکستان۔ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ / چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

(از راہ کرم چیک بھیجتے وقت بینک کا خرچ اس میں شامل فرمادیں)